رسالہ نافعہ

توضیح المنطق

مولانا عبدالرحیم سنبھلی

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

کتب خانہ حسینیہ دیوبند

Scanned by CamScanner

باسمہ سبحانہ

من افاضات الشیخ مولانا القاری بشیر احمد السنبھلی
التلمیذ الرشید للمحدث الکبیر مولانا انور شاہ الکشمیری رحمہ اللہ
شیخ الحدیث سابقاً فی دار العلوم بدیوبند

توضیح المنطق

تالیف

مولانا عبد الرحیم القاسمی السنبھلی

الابن البار

للمفسر العلام مولانا القاری بشیر احمد السیروری

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

ناشر

کتب خانہ حسینیہ دیوبند یوپی

Scanned by CamScanner

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب	:	توضیح المنطق
تالیف	:	مولانا عبدالرحیم قاسمی سنبھلی
اشاعت ششم	:	جنوری ۲۰۱۰ء
مطبع	:	سٹی آفسٹ دہلی
تعداد	:	۱۱۰۰
قیمت	:	تیس روپے (Rs.30/=)
ناشر	:	کتب خانہ حسینیہ دیوبند-247554 یوپی

Kutub khana Husainia
Deoband 247554(U.P.)

Ph.(Off) : 01336-223266
Ph.(Res) : 01336-222469
Fax. : 01336-223266
Mob. : 09359210262
Email: kutubkhanahusainia@yahoo.com

دہلی میں ملنے کا پتہ:

کتب خانہ عزیزیہ
اردو بازار، جامع مسجد دہلی۔110006

Scanned by CamScanner

عرض ناشر

منطق کو ایک خشک موضوع قرار دے کر اس فن سے ذہنوں میں ایک بعد پیدا کیا جارہا ہے جس کی دیگر وجوہ کے علاوہ اہم وجہ ابتدائی کتب کا ادق اور غیر واضح ہونے کے ساتھ ساتھ عصری مذاق سے ہم آہنگ نہ ہونا نیز امثلۂ قواعد کا حیوان و ناطق وغیرہ میں دائر و سائر رہنا بھی ہے جس کی وجہ سے لوگ اس اہم فن کو متروک قرار دے رہے ہیں حالاں کہ علمی مباحث میں اس کے بغیر چارہ کار نہیں جیسا کہ ارباب بصیرت اور اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہے۔

اس ضرورت کے پیش نظر مؤلف مدظلہ نے سالہا سال کے تعلیمی و تدریسی تجربوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس فن کو سہل ترین بنانے کی کوشش کی اور جدید مثالوں سے کتاب کو آراستہ کرتے ہوئے شستہ عبارت کے ساتھ قواعد منطق پیش کیے جس کو دیکھ کر ملک کے مقتدر علماء بھی اس کی ثناء میں رطب اللسان ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور "توضیح المنطق" فن کی واحد کتاب ہونے کے باعث نیز موجودہ ذہنوں سے قریب ترین ہونے کی وجہ سے بیسیوں ارباب مدارس نے اس کو سینہ سے لگایا اور باضابطہ طور پر نونہالان چمن کو سیراب کیا۔

اب اس کو مزید مہذب بنا کر طبع ثانی سے آراستہ کیا گیا، جیسا کہ آج آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مزید قبول عام فرما کر اس کے فیض کو عام و تام فرمائے اور جناب مؤلف مدظلہ کو اجر جزیل عنایت فرما کر اس انداز کی کاوش کا گاہ بگاہ موقع عنایت فرمائے۔ آمین

نہایت مسرت ہے کہ اس کا دوسرا ایڈیشن بھی مکتبہ عالیہ سے شائع ہو رہا ہے۔ مزید حسنِ اتفاق اس دورِ حاضر کے مذاق کے مطابق مسلمان نونہالانِ وطن کے قلوب پر نور نبوی کی چھاپ کو راسخ کرنے کے لیے شستہ زبان میں ارشاداتِ نبوی و نصائح بزرگان کا ایک مجموعہ بنام "روضۃ الصالحین" کے اب تک دو جزء بحمد اللہ اسی مکتبہ سے شائع ہو چکے ہیں، جو ملک کے مختلف گوشوں میں خراج تحسین حاصل کرنے کے ساتھ بعض ہائر سکنڈری اسکولوں میں داخلِ نصاب بھی کر لیے گئے ہیں۔

Scanned by CamScanner

۱۔ حکیم الامت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، رئیس جامعہ دارالعلوم دیوبند
۲۔ فخر المحدثین حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی دامت برکاتہم
۳۔ حضرت مولانا فخر الحسن صاحبؒ، سابق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند
۴۔ حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب، شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند
۵۔ حضرت مولانا معراج الحق صاحب، استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند
۶۔ حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاری، استاذ دارالعلوم دیوبند
۷۔ حضرت مولانا انظر شاہ صاحب خلف الرشید فخر المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ناظم تعلیمات واستاذ دارالعلوم دیوبند
۸۔ حضرت مولانا محمد سلمان صاحب، استاذ مظاہر علوم سہارنپور، فیض یافتہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم
۹۔ حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب، ممبر شوریٰ دارالعلوم دیوبند
۱۰۔ حضرت مولانا قاضی زین العابدین صاحب صدر مرکزی دینی تعلیمی بورڈ وممبر شوریٰ دارالعلوم دیوبند
۱۱۔ حضرت مولانا قاضی سجاد حسین صاحب، شیخ الحدیث مدرسہ عالیہ فتحپوری، دہلی
۱۲۔ حضرت مولانا مفتی عبدالدائم صاحب جلالی، استاذ مدرسہ عالیہ فتحپوری، دہلی
۱۳۔ حضرت مولانا قاری مشتاق احمد صاحب شیخ الحدیث مدرسہ خادم الاسلام، ہاپوڑ
۱۴۔ حضرت مولانا قاری فضل الرحمٰن صاحب ناظم واستاذ جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ
۱۵۔ حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی استاذ جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ
۱۶۔ حضرت مولانا محمد حیات صاحب، شیخ الحدیث مدرسہ حیات العلوم مرادآباد
۱۷۔ حضرت مولانا محمد ارشد صاحب ناظم واستاذ مدرسہ شاہی مرادآباد، خلف الرشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ
۱۸۔ حضرت مولانا محمد باقر صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ امدادیہ مرادآباد
۱۹۔ حضرت مولانا معاذ الاسلام صاحب استاذ مدرسہ عربیہ امدادیہ مرادآباد
۲۰۔ حضرت مولانا حکیم علیم الدین صاحب عباسی سنبھلی غازی آباد
۲۱۔ حضرت مولانا محمد اعلم صاحب مہتمم مدرسہ جامع الہدیٰ مرادآباد

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ وَبِکَ نَسْتَعِیْنُ

مَوجود (جو پایا جائے)

موجود کی دو قسمیں ہیں (۱) موجودِ خارجی (۲) موجودِ ذہنی

موجود خارجی : جو کچھ ہمارے ذہن سے باہر پایا جا رہا ہے اس کو موجودِ خارجی کہتے ہیں۔ جیسے دہلی کی جامع مسجد جو ہمارے ذہن سے باہر زمین پر موجود ہے۔

موجودِ ذہنی : جو کچھ ہمارے ذہن میں پایا جا رہا ہے اس کو موجودِ ذہنی کہتے ہیں۔ جیسے دہلی کی جامع مسجد[۱] جو ہمارے ذہن میں ہے۔

موجودِ ذہنی کو علم اور تصوّرِ مطلق بھی کہتے ہیں۔

علم (موجودِ ذہنی) کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) تصوّر (۲) تصدیق

تصدیق : کسی بھی بات کے یقین کو تصدیق کہتے ہیں۔ جیسے مسلمان کو اس بات کا یقین کہ اللہ ایک ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، قیامت آنے والی ہے۔

تصوّر : کسی بھی بات کے یقین کے علاوہ ہر موجودِ ذہنی کو مفرد ہو یا مرکّب[۲] تصوّر کہتے ہیں۔ جیسے چاند، تالاب کی مچھلی، سورج[۳] روشن ہے۔ اس تصوّر کو تصوّرِ ساذج

---

[۱] حضرت اقدس رئیس جامعہ دارالعلوم دیوبند دامت فیوضہم نے اس جگہ ایک اضافہ فرمایا۔ جیسے دہلی کی جامع مسجد کی صورتِ مثالی جو ہمارے ذہن میں ہے۔

[۲] تام ہو یا ناقص

[۳] کسی بھی یقین (تصدیق) کے پائے جانے کے لیے پہلے جملہ خبریہ کا ذہن میں (باقی آئندہ صفحہ پر)

Scanned by CamScanner

بھی کہتے ہیں۔ (ساذج بمعنی سادہ)

نوٹ : تصدیق کی مثالوں میں بھی تینوں جملہ خبریہ تصورِ ساذج ہیں۔ تصدیق تو صرف ان کے یقین کا نام ہے۔ تصورِ ساذج اور تصدیق کے مراتب انشاء اللہ آخر کتاب میں بیان کیے جائیں گے۔

تقسیماتِ تصوّر و تصدیق

تصور و تصدیق میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) بدیہی (۲) نظری

تصورِ بدیہی : ہر ایسا تصور جو تعارف کے بغیر ذہن میں آجائے۔ جیسے آگ، پانی، سردی، گرمی وغیرہ ان کا ذہن میں آنا محتاج تعارف نہیں ہے حتیٰ کہ یہ چیزیں جانوروں کے نزدیک بھی متعارف ہیں۔

تصورِ نظری : ہر ایسا تصور جو بغیر تعارف کرائے ذہن میں نہ آئے۔ جیسے کسی فن کی اصطلاحات مثلاً اسم، فعل، حرف، صحیح، معتل یا کوئی انجانی چیز جیسے فرشتہ۔

نوٹ : کسی بھی چیز کا تعارف چار انداز سے ہوتا ہے، اس کی تفصیل انشاء اللہ معرّف کے بیان میں آئے گی۔

جس چیز کو جس پہلو سے تعارف کی ضرورت نہیں ہے اس لحاظ سے اس کو بدیہی کہیں گے اور جس لحاظ سے تعارف کی ضرورت ہے اس لحاظ سے اس کو نظری

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ : موجود ہونا شرط ہے لہٰذا جملہ خبریہ شرط تصدیق ہے اور شرط شئ خارج شئ ہوتی ہے لہٰذا خود جملہ خبریہ تصور ساذج ہے تصدیق نہیں ہے، تصدیق تو اس جملہ خبریہ کے یقین کا نام ہے۔ یہ تعریف حکمائے متقدمین کے مسلک کے مطابق ہے یہی راجح مسلک ہے، اگر اس یقین کا تعلق تسلیم قلب سے بھی ہو جائے تو ایسے یقین کو اہلِ شرع تصدیق کہتے ہیں۔ لہٰذا منطقیین کی تصدیق اور اہلِ شرع کی تصدیق میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے۔

Scanned by CamScanner

کہیں گے۔ جیسے پیغمبرؑ[1] کے انسان ہونے کے لحاظ سے تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لحاظ سے بدیہی ہیں اور رسول ہونے کے لحاظ سے تعارف کی ضرورت ہے، اس لحاظ سے نظری ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ایک ہی چیز ایک لحاظ سے نظری اور دوسرے لحاظ سے بدیہی ہو سکتی ہے۔

تصدیقِ بدیہی: ہر ایسا یقین جو بلا دلیل حاصل ہو جائے، جیسے اس بات کا یقین کہ آگ گرم ہے، برف ٹھنڈا ہے، دو چار کا آدھا ہے۔

نوٹ: تصدیقِ بدیہی کی چھ قسمیں ہیں۔ (۱) اوّلیات (۲) فطریّات (۳) حدسیّات (۴) مشاہدات (۵) تجربیّات (۶) متواترات۔ ان کی تعریفات انشاء اللہ کتاب کے اخیر میں آئیں گی۔

تصدیقِ نظری: ہر ایسا یقین جو بلا دلیل حاصل نہ ہو۔ جیسے اس بات کا یقین کہ تمام[2] دنیا پہلے نہیں تھی بعد میں موجود ہوئی۔ یا اس[3] بات کا یقین کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔

امثلۂ ذیل میں بتاؤ، کون تصوّر و تصدیق کس قسم کا ہے۔

پل صراط، جنّت، آسمان، اس بات کا یقین کہ دوزخ و جنّت موجود ہیں۔

---

[1] قرآن پاک اس کی شہادت دیتا ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اے پیغمبرؑ آپ لوگوں سے فرما دیجیے کہ میں ایک انسان ہوں تمھی جیسا یعنی انسان ہونے کے لحاظ سے تعارف کی ضرورت نہیں ہے، البتہ اتنے تعارف کی احتیاج ضرور ہے کہ يُوْحٰٓى اِلَيَّ یعنی میری جانب اللہ کی طرف سے سلسلہ وحی جاری ہے جو دوسروں کی طرف نہیں ہے۔

[2] دلیل: عالم تغیر پذیر ہے اور ہر تغیر پذیر حادث ہے، لہٰذا عالم حادث ہے۔

[3] دلیل: بندوں کے تمام مصنوعات مقدور بشر ہیں اور قرآن مقدور بشر نہیں ہے، لہٰذا قرآن بندوں کا مصنوع نہیں ہے۔

Scanned by CamScanner

نظر و فکر، معرّف، دلیل، منطق کی تعریف، غرض و موضوع

نظر و فکر: جانی ہوئی چیزوں کے ذریعہ انجانی چیز کے معلوم کرنے کو نظر و فکر کہتے ہیں۔ جیسے کوئی شخص مثلاً ثرید کو نہیں جانتا تو آپ نے اس کو یہ بتایا کہ گوشت کے شوربے میں روٹی کے ٹکڑے بھگو دیے جائیں، اس کو ثرید کہتے ہیں تو دیکھیے اس کو جانی ہوئی چیز شوربا اور روٹی کے مجموعہ سے نامعلوم یعنی ثرید کا علم ہوگیا۔ اس طرح جاننے کو نظر و فکر کہتے ہیں۔

معرِّف اور قولِ شارح

ایسے حاصل شدہ تصوّرات کے مجموعہ کو کہتے ہیں جن کے ذریعے کسی انجانی چیز کا علم ہو، جیسے شوربا اور روٹی کے ٹکڑے دونوں کا مجموعہ معرِّف و قولِ شارح ہے۔ کیوں کہ اس کے ذریعے ثرید کا علم ہوا۔ اسی طرح لفظ اور معنی دار کا مجموعہ معرِّف ہے کیوں کہ اسی کے ذریعے کلمہ کا علم ہوا۔

دلیل و حجّت

ایسے حاصل شدہ تصدیقات کے مجموعہ کو کہتے ہیں جن کے ذریعے کسی بات کا یقین حاصل ہو، جیسے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کو اس بات کا یقین کیسے ہوا کہ سُود لینا گناہ ہے تو آپ نے جواب دیا کہ ایک تو اس بات کا یقین کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں سُود کو بُرا کہا ہے، دوسرے یہ یقین کہ جس کام کو اللہ تعالیٰ بُرا کہے وہ گناہ ہے، تو ان دو یقینوں کے مجموعہ سے اس بات کا یقین ہوگیا کہ سود لینا گناہ ہے لہٰذا پہلے دو یقینوں کے مجموعہ کو دلیل و حجّت کہیں گے۔

منطق کی غرض: [1] معلومات کو ترتیب دینے میں غلطی سے محفوظ رہنا۔

---

[1] یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ آپ کوئی چیز مثلاً گھڑی تیار کرتے ہیں (باقی آئندہ صفحہ پر)

Scanned by CamScanner

علمِ منطق کی تعریف

ایسے قواعد کا مجموعہ جن کے ذریعہ ترتیبِ معلومات میں غلطی سے حفاظت ہو سکے۔

موضوعِ علم: وہ چیز ہے جس کے احوال کو علم میں تفصیلی طور پر بتایا جائے جیسے جسمِ جان دار علمِ طب کے لیے۔

منطق کا موضوع: ایسے حاصل شدہ تصورات و تصدیقات (معرّف و حجت) ہیں جن کے ذریعہ انجانی چیز ذہن میں حاصل ہو۔

وجہِ تسمیہ: نطق کے معنی سمجھنے اور بولنے کے ہیں۔ منطق اسمِ آلہ کے معنی میں ہے یعنی بولنے اور سمجھنے کا آلہ، چوں کہ اس علم کے ذریعے کسی بات کو سمجھنے یا بیان کرنے میں مدد ملتی ہے اس لیے اس علم کو علمِ منطق کہتے ہیں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: تو دو باتیں پیش نظر رکھنی ضروری ہوتی ہیں۔ اول ایسے پرزے (اجزاء) ہونے چاہئیں کہ جن کو گھڑی کے ساتھ مناسبت ہو (یعنی ان سے گھڑی بن سکتی ہو) اگر آپ نے موٹر کار کے پرزے شامل کر دیے تو گھڑی تیار نہیں ہوگی دوم ان تمام پرزوں کو ایک خاص ترتیب سے رکھنا ضروری ہے، اس کے بغیر گھڑی تیار نہیں ہوگی۔ اسی طرح معلومات (جانی ہوئی چیزوں) کے ذریعے نامعلوم (انجانی چیز) کو حاصل کرنے کے لیے دو باتیں پیش نظر رکھنا ضروری ہیں۔ اوّل نامعلوم کے ساتھ معلومات کی ایک خاص مناسبت (جوڑ) دوم معلومات کے درمیان ایک خاص ترتیب۔ مناسبت کو قایم رکھنے کے لیے تو عقلِ سلیم (صحیح سمجھ) کافی ہے۔ البتہ معلومات کے درمیان صحیح ترتیب قایم رکھنے کے لیے باقاعدہ ایک علم کی ضرورت ہے تاکہ ترتیب میں غلطی سے محفوظ ہو سکیں۔ ایسا بابرکت علم وہ علمِ منطق ہے، تو علمِ منطق کی غرض ترتیبِ معلومات میں غلطی سے محفوظ رہنا ہے۔

Scanned by CamScanner

دلالت و وضع

وضع : ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خاص کر دینا کہ پہلی چیز کے علم سے دوسری چیز کا علم ہو جائے، جیسے سگنل گرنے سے گاڑی آنے کا علم ہوتا ہے۔

وضعِ لفظ : لفظ کو کسی معنی کے ساتھ اس طرح خاص کر دینا کہ جب وہ لفظ بولا جائے تو وہ معنی[1] سمجھ میں آجائیں۔ جیسے لفظِ چاقو کو دستہ اور پھل کے مجموعہ کے لیے خاص کیا گیا کہ جب لفظِ چاقو کان میں پڑتا ہے تو ذہن اس کے معنی یعنی دستہ اور پھل کی طرف منتقل ہو جاتا ہے تو لفظِ چاقو موضوع ہے اور اس کے معنی یعنی دستہ اور پھل موضوع لہ ہوتے اور اس طرح خاص کر دینا وضع ہے۔

دلالت : دو چیزوں کے درمیان ایسا تعلق[2] (جوڑ) ہونا جس کی بنا پر ایک چیز کے جاننے سے دوسری چیز کو جان لیا جائے۔ اوّل کو دال اور دوسرے کو مدلول کہتے ہیں، جیسے دھوئیں کو دیکھنے سے آگ کا علم ہوا تو دھواں دال اور آگ مدلول ہے اور اس طرح دھوئیں سے آگ کا جوڑ دلالت ہے، اگر وہ (جوڑ) کسی کے مقرر کرنے سے ہوا ہے تو اسی کو وضع کہتے ہیں۔

دلالت کی دو قسمیں ہیں (۱) لفظیّہ (۲) غیر لفظیّہ

دلالتِ لفظیّہ : وہ دلالت ہے جس میں دال کوئی لفظ ہو، جیسے لفظِ زید کی دلالت اُس آدمی پر جس کا نام زید رکھا گیا ہے۔

---

[1] لفظ موضوع کی دلالت اپنے معنی موضوع لہ پر بلا قرینہ ہوتی ہے۔

قرینہ: وہ شے ہے جو بلا وضع مرادِ متکلم یا لفظِ محذوف کو بتائے۔

نوٹ: معرّف اور حجت جو مدارِ بحث ہیں موجودات ذہنیہ میں سے ہیں چوں کہ ان کا افہام و تفہیم الفاظ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اب دلالت لفظ کا بیان شروع کیا جا رہا ہے۔

[2] خواہ وہ تعلق قدرتی طور پر ہو یا کسی کے مقرر کرنے سے ہو۔

Scanned by CamScanner

دلالتِ غیر لفظیّہ : وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ نہ ہو، جیسے ذاتِ دُھویں کی دلالت آگ پر۔

دلالتِ لفظیّہ کی تین قسمیں ہیں (۱) وضعیّہ (۲) طبعیّہ (۳) عقلیّہ

دلالتِ لفظیّہ وضعیّہ : وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ ہو اور وہ دلالت وضع کی وجہ سے ہو، جیسے لفظِ فعل کی دلالت ضَرَبَ ، نَصَرَ ، یَطْلُبُ وغیرہ پر۔ اگر نحویین لفظِ فعل کو ان کلمات کے لیے وضع (خاص) نہ کرتے تو یہ دلالت نہ ہوتی۔

دلالتِ لفظیّہ طبعیّہ : وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ ہو اور وہ دلالت تقاضۂ طبع کی وجہ سے ہو، جیسے لفظِ آہ ، آہ کی دلالت تکلیف پر۔ کیوں کہ رنج و صدمہ کے موقع پر تمھاری طبیعت اس لفظ کے بولنے پر آمادہ ہوتی ہے۔

دلالتِ لفظیّہ عقلیّہ : وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ ہو اور دلالت محض عقل کے ذریعے ہو، جیسے اسُ[1] لفظ کی دلالت جو دیوار کے پیچھے سے سنا جائے بولنے والے کے وجود پر۔

دلالتِ غیر لفظیّہ کی بھی تین قسمیں ہیں (۱) وضعیّہ (۲) طبعیّہ (۳) عقلیّہ

دلالتِ غیر لفظیّہ وضعیّہ : وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ نہ ہو اور دلالت وضع کی وجہ سے ہو، جیسے صبح کو مدرسہ میں گھنٹہ بجنے کی دلالت سبق کا وقت ہونے پر۔

دلالتِ غیر لفظیّہ طبعیّہ : وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ نہ ہو اور دلالت تقاضۂ طبع کی وجہ سے ہو، جیسے گرم آنسو بہنے کی دلالت غم پر۔

دلالت غیر لفظیّہ عقلیّہ : وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ نہ ہو اور دلالت محض عقل کے

---

[1] کیوں کہ لفظ اپنے معنی کو بتانے کے لیے وضع کیا گیا ہے، بولنے والے کے وجود کو بتانے کے لیے نہیں لہٰذا اپنے معنی پر تو دلالت وضعی ہوگی اور بولنے والے کے وجود پر دلالت عقلی ہوگی تو معلوم ہوا کہ ایک لفظ سے بیک وقت دو دلالتیں ہو سکتی ہیں، اور اگر لفظ مہمل ہے تو صرف دلالت عقلیّہ ہوگی۔

Scanned by CamScanner

ذریعے ہو، جیسے دھوپ کی دلالت سورج کے نکلا ہوا ہونے پر۔

نوٹ: امثلۂ ذیل میں غور کر کے بتاؤ کہ کون سی دلالت ہے نیز کون دال اور کون مدلول ہے؟

(۱) سر کا اوپر نیچے دائیں بائیں ہلانا، ہاں یا نہیں (۲) ہری جھنڈی، ریل کا چلنا (۳) لفظِ اسم، زید، عمرو وغیرہ (۴) چھینک، زکام (۵) لکھے ہوئے نقوش، الفاظ

دلالتِ لفظیّہ وضعیّہ کی تقسیم

دلالتِ لفظیّہ وضعیّہ کی تین قسمیں ہیں (۱) مطابقی (۲) تضمنی (۳) التزامی۔

دلالتِ مطابقی: وہ دلالتِ لفظیّہ وضعیّہ ہے جس میں لفظ بولتے وقت اُس کے پورے معنی موضوع لہٗ پر دلالت مقصود ہو، جیسے مندرجہ ذیل جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کے پورے معنی موضوع لہٗ مراد ہیں۔

هٰذِهِ الدَّارُ لِزَيْدٍ (یہ گھر زید کا ہے) هٰذَا السَّرِيْرُ جَيِّدٌ (یہ چارپائی عمدہ ہے) اَنَا حَافِظُ الْقُرْآنِ الْكَرِيْمِ (میں قرآن کریم کا حافظ ہوں) اِنَّ لَفْظَ زَيْدٍ اِسْمٌ (بے شک لفظِ زید اسم ہے)

دلالتِ تضمنی: وہ دلالتِ لفظیّہ وضعیّہ ہے جس میں لفظ بولتے وقت اُس کے معنی موضوع لہٗ کے کسی جزء پر دلالت مقصود ہو، جیسے مندرجہ ذیل جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کے معنی موضوع لہ کے جزء پر دلالت مقصود ہے۔

زَيْدٌ جَالِسٌ عَلَى السَّرِيْرِ (زید چارپائی پر بیٹھا ہوا ہے) اَلطَّالِبُ الْمُجْتَهِدُ يَحْفَظُ كِتَابَهٗ كُلَّ يَوْمٍ (محنتی طالب علم اپنی کتاب روزانہ یاد کرتا ہے) اَنَا اَقْرَأُ الْقُرْآنَ كُلَّ يَوْمٍ وَقْتَ الصَّبَاحِ (میں روزانہ صبح کے وقت قرآن پاک پڑھتا ہوں) اِنَّ الْاَشْجَارَ تَكُوْنُ مُخْضَرَّةً فِيْ مَوْسِمِ الرَّبِيْعِ (موسم بہار میں درخت ہرے ہوتے ہیں)

دلالتِ التزامی: وہ دلالتِ لفظیّہ وضعیہ ہے جس میں لفظ بولتے وقت اُس

Scanned by CamScanner

کے معنی موضوع لہٗ کے کسی لازم پر دلالت مقصود ہو، جیسے مندرجہ ذیل جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کے معنی موضوع لہٗ کے لازم پر دلالت مقصود ہے۔

تَبقیٰ الشَّمسُ فِی بَیتِنَا حَتّٰی المَسَاءِ (شام تک سورج ہمارے گھر میں رہتا ہے)

اَلضَّعِیفُ یَرَی العَمَلَ الخَفِیفَ جَبَلاً (کمزور آدمی کو معمولی سا کام پہاڑ معلوم ہوتا ہے)

کَانَ عِلمُ الشَّاہِ وَلِیِّ اللّٰہِ رَحِمَہُ اللّٰہُ بَحرًا (حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا علم سمندر تھا) وَجہُ حَبِیبِی بَدرٌ (میرے محبوب کا چہرہ چودھویں رات کا چاند ہے)

لفظ کی تقسیم

وضع کے لحاظ سے لفظ کی دو قسمیں ہیں (۱) مفرد (۲) مرکّب

مرکّب: وہ لفظِ موضوع ہے جس کے اجزاء سے معنی کے اجزاء پر دلالت مقصود ہو، جیسے زید کھڑا ہے۔ اس عبارت کے کئی جزء ہیں اور ہر ایک جزء سے معنی کے جزء پر دلالت مقصود ہے، لہٰذا مرکّب کے اندر چار چیزوں کا بیک وقت پایا جانا شرط ہے۔ (۱) لفظ کے اجزاء ہوں (۲) معنی کے اجزاء ہوں (۳) لفظ کے اجزاء معنی کے اجزاء پر دلالت بھی کرتے ہوں (۴) وہ دلالت مقصود بھی ہو۔

مفرد: وہ لفظِ موضوع ہے جس میں چاروں چیزیں بیک وقت جمع نہ ہوں۔

مفرد کی دوسری تعریف: وہ لفظِ موضوع ہے جس کے اجزاء سے معنی کے اجزاء پر دلالت مقصود نہ ہو، لہٰذا مفرد کی چار صورتیں نکل آئیں (۱) لفظ ہی کے اجزاء نہ ہوں، جیسے ہمزۂ استفہام (۲) لفظ کے اجزاء تو ہوں پر معنی دار نہ ہوں، جیسے انسان (۳) لفظ کے اجزاء ہوں اور معنی دار بھی ہوں لیکن معنی مقصود کے اجزاء پر دلالت نہ کرتے ہوں، جیسے لفظِ عبداللہ بحالتِ عَلَم دیکھیے، لفظِ عبد اور اللہ معنی دار ہیں لیکن معنی مقصود یعنی اس شخص کے اجزاء پر دلالت نہیں کرتے (۴) لفظ کے اجزاء معنی دار ہوں اور معنی کے اجزاء پر دلالت بھی کرتے ہوں مگر وہ دلالت مقصود نہ ہو، جیسے حیوان ناطق کسی شخص کا نام رکھ دیں تو لفظ کے اجزاء معنی کے اجزاء پر دلالت کر رہے ہیں کیوں کہ اس شخص کی

Scanned by CamScanner

حقیقت حیوان و ناطق ہی ہے مگر بحالتِ علم یہ دلالت مقصود نہیں ہے۔

مفرد کی تقسیم

مفرد کی تین قسمیں ہیں (۱) اسم (۲) کلمہ (جس کو[1] علم نحو و صرف میں فعل کہتے ہیں)۔ (۳) ادات (حرف[2])

ان تینوں کی تعریفات سے آپ بفضلہ تعالیٰ بخوبی واقف ہیں۔

اسم کی تقسیم

اسم اپنے معنی کی وحدت اور کثرت کے لحاظ سے دو قسم پر ہے۔ (۱) متحد المعنیٰ (۲) متکثر المعنیٰ

اسم متحد المعنیٰ: وہ اسم ہے جس کے ایک معنیٰ ہوں، جیسے انسان، ارشد

اسم مُتکثر المعنیٰ: وہ اسم ہے جس کے ایک سے زائد معنی ہوں، جیسے لفظ صلوٰۃ نماز اور دعا کے معنی ہیں۔

اسم متحد المعنیٰ کی تقسیم

اسم متحد المعنیٰ کی تین قسمیں ہیں (۱) علم (۲) متواطی (۳) مُشکک

---

[1] فعل اور کلمہ کے درمیان مفہوم کے اعتبار سے فرق یہ ہے کہ فعل عام ہے اور کلمہ خاص ہے، مثلاً ضَرَبْتُ میں ض۔ ر۔ ب فعل پر اور ت فاعل پر یعنی جزء لفظ جزء معنی پر دلالت کر رہا ہے، اس لیے کلمہ (فعل) مفرد کی قسم نہیں ہے بلکہ مرکب ہے اور نحویین کے نزدیک ضَرَبْتُ فعل ہی ہے اور لفظ ضرب نحویین کے نزدیک فعل ہے اور منطقیین کے نزدیک کلمہ بھی ہے۔

[2] حرف اور ادات کے مفہوم میں کوئی فرق نہیں محض نام رکھنے کا اصطلاحی فرق ہے سوائے حروفِ ربط کے یہ سب منطقیین کے نزدیک ادات ہیں اور نحویین کے نزدیک سب حروف نہیں ہیں۔

Scanned by CamScanner

عَلَم: وہ اسم ہے جو کسی معیّن چیز (شخص[1]) کو بتانے کے لیے وضع کیا گیا ہو، جیسے احمد، مکّہ مکرّمہ، مدینہ یونی ورسٹی۔

متواطی: وہ اسم ہے جس کے معنی موضوع لہٗ اپنے افراد پر برابر برابر صادق ہوں، جیسے انسان اپنے تمام افراد (زید و عمرو بکر وغیرہ) پر برابر برابر صادق آتا ہے یعنی انسان ہونے کے اعتبار سے افراد کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے بلکہ فرق صرف عوارض[2] کے لحاظ سے ہے یا جیسے مثلاً اسم[3]، فعل، حرف وغیرہ۔

مُشَکِّک: وہ اسم ہے جس کے معنی موضوع لہٗ اپنے افراد پر باہمی فرق کے ساتھ صادق ہوں، جیسے سیاہی، سفیدی، روشنی، کیوں کہ ان میں سے ہر ایک اپنے افراد پر کمی، بیشی کے ساتھ صادق آتا ہے۔

اسمِ متکثّر المعنیٰ کی تقسیم

اسم متکثّر المعنیٰ کی چار قسمیں ہیں (۱) مشترک (۲) منقول (۳) حقیقت (۴) مجاز

مشترک: وہ اسم ہے جو چند معانی میں سے ہر ایک کے لیے جدا جدا وضع کیا گیا ہو جیسے لفظ عین جو آنکھ، آفتاب، چشمہ، گھٹنا، سونا وغیرہ ہر ایک کے لیے جُدا جُدا وضع کیا گیا ہے۔

منقول: وہ اسم ہے جو پہلے ایک معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو پھر کسی مناسبت کی بنا پر دوسرے معنی میں استعمال ہونے لگا اور پہلے معنی میں لفظ کا استعمال بالکل ترک

---

[1] شخص: ہر وہ چیز جو مشارٌ الیہ بن سکے۔

[2] کالا، گورا، لانبا، ٹھگنا۔

[3] تمام علمی اصطلاحات کلی متواطی ہیں مثلاً اسم لفظِ زید و عمرو وغیرہ فعل لفظ ضَرَبَ و یَنْصُرُ وغیرہ پر حرف لفظ مِنْ و اِلیٰ وغیرہ پر برابر برابر صادق آتا ہے، صرف عوارض یعنی حروف و حرکات کے اعتبار سے فرق ہے۔

Scanned by CamScanner

کر دیا گیا۔ جیسے لفظ دابہ پہلے ہر زمین پر چلنے والے کے لیے وضع کیا گیا تھا پھر اس کا استعمال صرف چوپائے کے لیے ہونے لگا، پہلے معنی متروک ہو گئے۔ ایسے لفظ کو منقول کہتے ہیں یا جیسے بیت الخلاء کے پہلے معنی تنہائی کا گھر تھے پھر اس کو استنجاء خانہ کے لیے استعمال کیا جانے لگا، پہلے معنی ترک ہو گئے۔

تنبیہ: اگر لفظ کسی مناسبت کی بنا پر دوسرے معنی میں استعمال ہونے لگا مگر پہلے معنیٰ میں لفظ کا استعمال ترک نہیں کیا گیا تو اب دو صورتیں ہیں۔

(۱) حقیقت[1]: وہ اسم ہے جو اپنے پہلے معنیٰ موضوع لہٗ میں استعمال کیا گیا ہو۔ جیسے لفظ اَسَد کا استعمال شیر کے معنی میں۔

(۲) مجاز: وہ اسم ہے جو کسی مناسبت کی بنا پر معنی موضوع لہٗ کے علاوہ کسی دوسرے معنی میں استعمال کیا گیا ہو، جیسے لفظِ اَسَد بہادر آدمی کے معنی میں۔[2]

منقول کی تقسیم

ناقل کے اعتبار سے منقول کی تین قسمیں ہیں (۱) شرعی (۲) عُرفی (۳) اصطلاحی

منقولِ شرعی: وہ لفظ ہے جس کے ناقل اہلِ شرع[3] ہوں، جیسے لفظِ صلوٰۃ کے اصلی معنی دعاء کے ہیں پھر اہلِ شرع نماز کے معنی میں استعمال کرنے لگے کیوں کہ اس میں بھی دعاء ہوتی ہے۔

---

[1] حقیقی معنی مراد لینے کے لیے قرینہ کی ضرورت نہیں ہے البتہ مجازی معنی مراد لینے کے لیے قرینہ کی ضرورت ہے، چوں کہ یہ وضع کے خلاف ہے اور خلافِ وضع مراد لینے کے لیے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

قرینہ وہ شئے ہے جو تعیین مراد یا تعیین محذوف پر بلا وضع دلالت کرے۔

[2] مثال مذکور میں بہادری کے اعتبار سے شیر اور بہادر مرد میں مناسبت ہے۔

[3] اہلِ شرع سے مراد پیغمبر علیہ السلام اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں۔

Scanned by CamScanner

منقولِ عُرفی: وہ لفظ ہے جس کے ناقل عام تعلیم یافتہ اہلِ زبان ہوں، جیسے لفظ کوفتہ کے اصلی معنی کوٹا ہوا، پھر عام اہلِ زبان اس کو گول کباب کے معنی میں استعمال کرنے لگے کیوں کہ وہ بھی کوٹ کر بنایا جاتا ہے۔

منقولِ اصطلاحی: وہ لفظ ہے جس کے ناقل اہلِ شرع اور عام اہلِ زبان کے علاوہ کوئی مخصوص علمی جماعت ہو، جیسے فعل کے اصلی معنی کام کے ہیں پھر صرفیوں نے اس کو مخصوص[1] معنی کی طرف منتقل کر لیا چوں کہ اس میں کام کے معنی ہیں۔

نوٹ: مندرجہ ذیل امثلہ میں منقول کے اقسام بتاؤ۔

حج صوم دابّہ معتل مضاعف

مرکّب کی تقسیم

مرکّب کی دو قسمیں ہیں (۱) مرکّبِ تام (۲) مرکّبِ ناقص

مرکّبِ تام: وہ مرکّب ہے جس سے سامع کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔ جیسے قیامت آنے والی ہے، کاش کہ تمام انسان اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماں بردار ہوتے۔

مرکّبِ ناقص: وہ مرکّب ہے جس سے سامع کو کوئی خبر یا طلب معلوم نہ ہو، جیسے میری کتاب، خوشنما پھول۔

نوٹ: کلام سے مقصود چوں کہ کسی بھی بات (نسبتِ تامّہ) کا سمجھنا اور سمجھانا ہوتا ہے اس لیے کسی بھی متکلّم کی مرکّبِ تام پر تو خاموشی صحیح ہے مرکّبِ ناقص پر صحیح نہیں، اس لیے کہ تنہا مرکّبِ ناقص سے کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔

مرکّبِ ناقص کی تقسیم

مرکّبِ ناقص کی دو قسمیں ہیں (۱) مرکّبِ تقییدی (۲) مرکّبِ غیر تقییدی

---

[1] کَلِمَۃٌ مَعْنَاھَا کَامِلٌ وَفِیْھَا جُزْءٌ

مرکّبِ تقییدی: وہ مرکّب ہے جس کا دوسرا جزء پہلے جزء کے لیے قید بن رہا ہو۔

قید: وہ مفہوم ہے جو دوسرے کے اندر ملحوظ ہو۔

مقیّد: وہ چیز ہے جس کے اندر اپنے معنی کے علاوہ کوئی دوسرا مفہوم بھی ملحوظ ہو[1]

مثلاً (۱) مرکّبِ اضافی، جیسے غُلَامُ زَیْدٍ یعنی ایسا غلام جس میں زید کی مملوکیت کا مفہوم ہے۔ (۲) مرکّبِ توصیفی، جیسے رَجُلٌ کَرِیْمٌ (۳) مرکّبِ حالی (حال ذوالحال کا مجموعہ) جیسے جَاءَ زَیْدٌ رَاکِباً۔

نسبتِ تقییدیّہ: مرکّبِ تقییدی کے درمیان جوڑ کو نسبتِ تقییدیہ کہتے ہیں۔

مرکّبِ غیر تقییدی: وہ مرکّب ہے جس کا دوسرا جزء پہلے جزء کے لیے قید نہ ہو، جیسے (۱) مرکّبِ عددی، مثلاً خَمْسَةَ عَشَرَ (۲) مرکّبِ جزی (جار اور مجرور کا مجموعہ) مثلاً فِی الدَّارِ (۳) مرکّبِ منع صرف، مثلاً بَعْلَبَكَّ۔ ان تمام مثالوں میں ہر دو جزء اپنا اپنا مفہوم علیحدہ علیحدہ ادا کر رہے ہیں ایک دوسرے کے اندر ملحوظ نہیں ہے۔

نوٹ: ذیل کی امثلہ میں بتاؤ کون مفرد، کون مرکّب اور مرکّب کی کون سی قسم ہے۔

اَحْمَدُ، صَوْمُ رَمَضَانَ، رَجُلٌ ذَكِيٌّ، عِنْدِیْ ثَلٰثُوْنَ كِتَاباً، جَاءَ زَیْدٌ هَارِباً

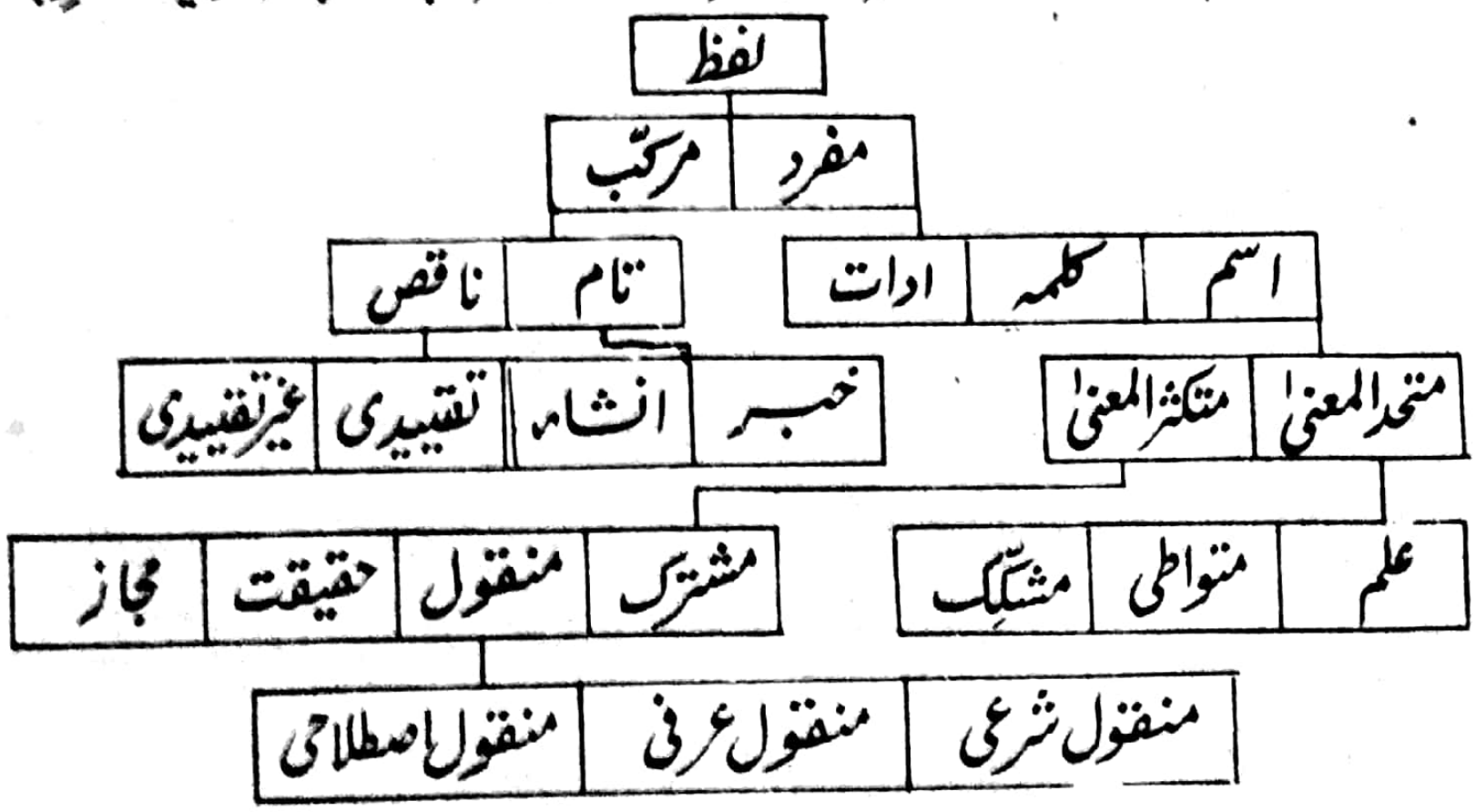

---

[1] یا جیسے مرکّبِ تمییزی (ممیّز اور تمیز کا مجموعہ) جیسے عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ كِتَاباً ان سب کی عمدہ تحقیق **نحوِ قاسمی** میں دیکھیے۔

مفہوم کی تقسیم

موجودِ ذہنی کو علم ، معنی ، صورت ، مدلول ، مفہوم بھی کہتے ہیں۔

صدق : مفہوم ذہنی کا کسی چیز پر فٹ ہو جانا صدق کہلاتا ہے۔

مِصداق یا فرد : جس پر (ذہنی ہو یا خارجی) مفہوم ذہنی فٹ ہو جائے اس کو مصداق یا فرد کہتے ہیں۔

حقیقت و ماہیّت

ایسے اجزاء کو کہتے ہیں جن سے کوئی چیز مل کر بنے کہ اگر ان میں سے ایک جزء بھی نہ ہو تو وہ شے موجود نہ ہو، جیسے روٹی کے ٹکڑے اور شوربے سے مل کر ثرید تیار ہوتا ہے اگر ان دونوں میں سے ایک جزء بھی نہ ہو تو ثرید نہیں بن سکتا۔ لہٰذا ان دونوں کا مجموعہ ثرید کی حقیقت ہے۔

عوارض : حقیقت کے علاوہ جو چیزیں افراد کو لاحق ہوتی ہیں وہ عوارض کہلاتی ہیں ، جیسے کالا، گورا، عالم ، جاہل ہونا انسان کے لیے یا گاڑھا پتلا ہونا ثرید کے لیے۔

تشخّص : ان عوارض کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ ایک حقیقت کے افراد کے درمیان ایک دوسرے سے امتیاز ہوتا ہے، جیسے کالا ، گورا ، موٹا ، پتلا وغیرہ کے ذریعے افراد انسان مثلاً زید ، عمر ، بکر وغیرہ میں امتیاز ہو جاتا ہے جن کی بنا پر ہمیں ایک دوسرے کے درمیان اشتباہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح حروف و حرکات کے ذریعے ضَرَبَ ، یَنْصُرُ ، اُطْلُبْ وغیرہ کے درمیان امتیاز ہو رہا ہے حالاں کہ حقیقتِ فعل کے لحاظ سے سب برابر ہیں۔

شخص : حقیقت اور تشخص کے مجموعہ کو شخص کہتے ہیں ، جیسے ذاتِ زید

مفہوم کی دو قسمیں ہیں (۱) کلّی (۲) جزئی

جزئی : وہ مفہوم ہے جس کا مصداق کوئی شخص ہو ، جیسے زید کا مفہوم ، یعنی زید کی جو صورت ہمارے ذہن میں موجود ہے وہ اسی شخص پر صادق آتی ہے (فٹ ہوتی ہے) جس کا نام زید رکھا گیا ہے۔

Scanned by CamScanner

کلّی : وہ مفہوم ہے جس کے افراد بہت سے ہوسکتے ہوں چاہے وہ بروقت پائے جارہے ہوں یا نہیں، جیسے انسان کا مفہوم (یعنی جو انسان ہمارے ذہن میں ہے) زید، عمر، بکر وغیرہ بہت سے افراد پر صادق آتا ہے یا جیسے شمس وقمر کا مفہوم بہت سے افراد پر صادق آسکتا ہے اگرچہ اس وقت خارج میں ایک ہی فرد موجود ہے، ایسے مفہوم کو کلّی کہتے ہیں۔

تعریف بالا کے مطابق کلّی کو کلّی حقیقی اور جزئی کو جزئی حقیقی کہتے ہیں۔

کلّی اور جزئی کی دوسری تعریف

اس تعریف کے مطابق ان دونوں کو اضافی کہتے ہیں۔

کلّی اضافی : ہر ایسا مفہوم جس کے افراد دوسرے مفہوم کے افراد سے زیادہ ہوں، جیسے کلمہ کے افراد اسم یا فعل یا حرف کے افراد سے یا انسان کے افراد عورت یا مرد کے افراد سے زیادہ ہونے کی بنا پر دونوں کلّی اضافی کہلائیں گے۔

جزئی اضافی : ہر ایسا مفہوم جس کے افراد دوسرے مفہوم کے افراد سے کم ہوں جیسے اسم کے افراد کلمہ کے افراد سے یا انسان کے افراد حیوان کے افراد سے کم ہونے کی بنا پر دونوں جزئی اضافی کہلائیں گے۔

سلسلہ توضیح حقائق

عنوانات کلیات[1] مرتبہ	حقائق
جوہر کی حقیقت :	ہر ایسی چیز جو دوسرے کے ساتھ گھلے ملے بغیر پائی جاسکتی ہو، جیسے مٹی
جسم کی حقیقت :	ہر ایسا جوہر جس میں لمبائی چوڑائی موٹائی ہو۔

(جَوْهَرٌ صَالِحٌ لِلطُّوْلِ وَالْعَرْضِ وَالْعُمْقِ)

---

[1] کسی بھی چیز کو جس لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اس لفظ کو عنوان کہتے ہیں اور اُس چیز کو مُعَنْوَنْ کہتے ہیں۔ کتاب کے اندر مُعَنْوَنْ کے حقائق کا بیان کیا گیا ہے۔

Scanned by CamScanner

جسم نامی کی حقیقت: ہر ایسا جسم جو بڑھنے والا ہو۔ (جِسْمٌ نَامٍ)

حیوان[۲] کی حقیقت: ہر ایسا جسم نامی جو گرمی بھوک وغیرہ کا احساس کرنے والا ہو، اپنے اختیار سے حرکت کرنے والا ہو۔ (جِسْمٌ نَامٍ حَسَّاسٌ مُتَحَرِّكٌ بِالْإِرَادَةِ (جاندار)

انسان کی حقیقت: عقل[۱] والا جاندار (حَيَوَانٌ نَاطِقٌ)

فرس کی حقیقت: ہنہنانے والا جاندار (حَيَوَانٌ صَاهِلٌ)

حمار کی حقیقت: ہینچو ہینچو کرنے والا جاندار (حَيَوَانٌ نَاهِقٌ)

غنم کی حقیقت: مَیں مَیں کرنے والا جاندار (حَيَوَانٌ ذُوْ دُغَاءٍ)

بقر کی حقیقت: بیں بیں کرنے والا جاندار (حَيَوَانٌ ذُوْ خُوَارٍ)

لفظ کی حقیقت: ایسی آواز جو کسی مخرج پر ٹھہرے (صَوْتٌ يَسْتَقِرُّ بِمَخْرَجٍ)

مہمل کی حقیقت: ایسا لفظ جو بے معنی ہو (لَفْظٌ غَيْرُ مَوْضُوْعٍ لِمَعْنًى) جیسے ووٹی

کلمہ کی حقیقت: ایسا لفظ جس کو ایک معنی بتانے کے لیے متعین کر دیا گیا ہو۔ (لَفْظٌ مَوْضُوْعٌ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ)

اسم کی حقیقت: ایسا کلمہ جس کے معنی سمجھنے کے لیے دوسرے کلمہ کے ملانے کی ضرورت نہ ہو اور اس میں کوئی زمانہ نہ ہو (كَلِمَةٌ مَعْنَاهَا كَامِلٌ مَا فِيْهَا زَمَنٌ) جیسے زید

فعل کی حقیقت: ایسا کلمہ جس کے معنی سمجھنے کے لیے دوسرے کلمہ کے ملانے کی ضرورت نہ ہو اور اس میں کوئی زمانہ ہو۔ (كَلِمَةٌ مَعْنَاهَا كَامِلٌ وَفِيْهَا زَمَنٌ) جیسے ضَرَبَ

---

[۱] یہاں عقل سے مراد عقل استدلالی ہے یعنی انسان معلومات کو ترتیب دے کر نامعلوم کو حاصل کر لیتا ہے دیگر حیوانات کو عقل معاش ہوتی ہے عقل استدلالی نہیں ہوتی۔

[۲] حیوان کے انواع تو بہت ہیں مگر اختصار و سہولت کے پیش نظر چند کو ذکر کیا گیا ہے نیز انواع حیوان کے درمیان بہت سے ممیزات ہیں مگر سہولت کے لیے ہر نوع کا صرف ایک ممیز ذکر کیا گیا ہے۔

نوٹ: سلسلہ حقائق کے عنوانات بول کر پوری حقیقت مراد ہو تو دلالتِ مطابقی اور بعض حقیقت مراد ہو تو دلالت تضمنی اور اگر خارج لازم مراد ہو تو دلالتِ التزامی۔

Scanned by CamScanner

حرف کی حقیقت: ایسا کلمہ جس کے معنی دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر سمجھ میں نہ آسکیں۔
(کَلِمَۃٌ مَعْنَاھَا نَاقِصٌ وَمَا فِیْھَا زَمَنٌ) جیسے اِلٰی

کلّی کی تقسیم

کلّی کی دو قسمیں ہیں (۱) کلّی ذاتی (۲) کلّی عرضی

کلّی ذاتی: وہ کلّی ہے جو اپنے افراد کی پوری حقیقت ہو یا حقیقت کا جزء ہو، اوّل کی مثال جیسے انسان اپنے افراد مثلاً ذاتِ زید، ذات عمرو وغیرہ کی پوری حقیقت ہے۔ دوسرے (جزء حقیقت) کی مثال جیسے حیوان اپنے افراد مثلاً انسان و فرس وغیرہ کی حقیقت کا جزء ہے۔ (مزید امثلہ سلسلۂ حقائق سے بنائیے)

کلّی عرضی: وہ کلّی ہے جو اپنے افراد کی نہ پوری حقیقت ہو نہ حقیقت کا جزء ہو بلکہ حقیقت سے خارج ہو مگر افراد کو لاحق ہو۔[1]

مختصر تعریف: خارجِ لاحق کو عرضی کہتے ہیں، جیسے ضاحک انسان کے لیے یا مرفوع و منصوب و مجرور ہونا کلمہ کے لیے۔

معروض: جس چیز کو کلّی عرضی لاحق ہوتی ہے اُس کو معروض کہتے ہیں، جیسے مثال بالا میں انسان یا کلمہ

نوٹ: امثلۂ ذیل میں بتاؤ کون کلّی کس کے لیے عرضی اور ذاتی ہے۔
بولنا، لکھنا، انسان، جزم، فعل مضارع، غیر منصرف، اسم، فعل، ضرب

کلّی ذاتی کی تقسیم

کلّی ذاتی کی تین قسمیں ہیں (۱) جنس (۲) نوع (۳) فصل

جنس: وہ کلّی ذاتی ہے جس کے افراد کی حقیقتیں الگ الگ ہوں، جیسے حیوان،

---

[1] یعنی لگی ہوئی ہو۔

Scanned by CamScanner

انسان و فرس و غنم وغیرہ کے لیے یا کلمہ اسم و فعل وغیرہ کے لیے۔
(مزید سلسلۂ حقائق میں غور کیجیے)

ہر جنس اپنے افراد کے درمیان تمام جزءِ مشترک ہوتی ہے۔

تمام جزءِ مشترک: ایسی چیز کو کہتے ہیں جو چند حقیقتوں کے تمام مشترکہ اجزاء کو گھیرے ہوئے ہو، جیسے حیوان، انسان و فرس و غنم وغیرہ کے تمام مشترکہ اجزاء (جسم نامی، حساس، متحرک بالارادہ) کو گھیرے ہوئے ہے اسی طرح کلمہ اسم و فعل و حرف کے لیے تمام جزءِ مشترک ہے (سلسلۂ حقائق میں غور کر کے سمجھیے)

جنس کی تقسیم

جنس کی دو قسمیں ہیں (۱) جنسِ قریب (۲) جنسِ بعید

جنس[1] کا قریب یا بعید ہونا کسی بھی ماہیت کی بنسبت دیکھا جاتا ہے، چوں کہ ایک ہی جنس ایک ماہیت کے لیے قریب اور دوسری ماہیت کے لیے بعید ہو سکتی ہے۔

جنسِ قریب: کسی بھی ماہیت کی وہ جنس ہے جو اُس ماہیت اور اُس کے علاوہ اپنے ہر ہر مصداق کے درمیان کی تمام مشترکہ چیزوں کو گھیرے ہوئے ہو، جیسے انسان کے لیے حیوان کے قُرب یا بُعد کو پہچاننا ہے تو ہم نے دیکھا کہ حیوان ماہیتِ انسان اور اس کے علاوہ اپنے ہر ہر مصداق مثلاً غنم و فرس وغیرہ کے درمیان کی تمام مشترکہ چیزوں (جسم، نامی، حساس متحرک بالارادہ) کو گھیرے ہوئے ہے تو ہم فوراً سمجھ گئے کہ حیوان انسان کے لیے جنس قریب ہے، اسی[2] طرح کلمہ اسم کے لیے جنسِ قریب ہے۔ (سلسلۂ حقائق میں بنظرِ کرم مزید غور فرمائیے)

---

[1] اس کی مثال یوں سمجھیے کہ مثلاً دہلی کا قُرب یا بُعد کسی مقام کی بنسبت ہی دیکھا جا سکتا ہے، مثلاً دہلی مراد آباد کی بنسبت ہاپوڑ سے قریب ہے۔

[2] کیوں کہ کلمہ اسم اور اُس کے علاوہ اپنے ہر مصداق (فعل و حرف) کے درمیان کی تمام مشترکہ چیزوں (لفظ، معنی دار) کو گھیرے ہوئے ہے۔

Scanned by CamScanner

جنسِ قریب کی مختصر تعریف: وہ جنس ہے جو بلاواسطہ ہو یعنی اُس کے اور ماہیت کے درمیان کوئی اور جنس نہ ہو۔ جیسے حیوان انسان کے لیے۔

جنسِ بعید: کسی بھی ماہیت کی وہ جنس ہے جو اُس ماہیت اور اُس کے علاوہ اپنے صرف بعض مصادیق کے درمیان کی تمام مشترکہ چیزوں کو گھیرے ہوئے ہو۔ جیسے انسان کے لیے جسم نامی کے قُرب یا بُعد کو پہچاننا ہے تو ہم نے دیکھا کہ جسمِ نامی ماہیتِ انسان اور اپنے بعض مصادیق یعنی شجر کے درمیان کی تمام مشترکہ چیزوں (جوہر جس میں لمبائی چوڑائی موٹائی ہو، بڑھنے والا ہو) کو تو گھیرے ہوتے ہے مگر ماہیت انسان اور فرس کے درمیان کی تمام مشترکہ چیزوں (جسم، نامی، حساس، متحرک بالارادہ) کو گھیرے ہوتے نہیں ہے تو ہم فوراً سمجھ گئے کہ جسم نامی انسان کے لیے جنسِ بعید ہے اسی طرح اسم کے لیے لفظ جنسِ بعید[1] ہے۔

جنسِ بعید کی مختصر تعریف: وہ جنس ہے جو بالواسطہ ہو، جیسے جسم نامی انسان کے لیے جنسِ بعید ہے، ان دونوں کے درمیان حیوان واسطہ ہے۔

مرتبہ کے اعتبار سے جنس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) جنسِ عالی (۲) جنسِ سافل (۳) جنسِ متوسط

جنسِ عالی: وہ جنس ہے جس کے نیچے تو جنس ہو مگر اوپر کوئی جنس نہ ہو۔

جیسے سلسلۂ حقائق میں جوہر

جنسِ سافل: وہ جنس ہے جس کے اوپر تو جنس ہو مگر نیچے کوئی جنس نہ ہو۔

جیسے سلسلۂ حقائق میں حیوان

---

[1] کیوں کہ لفظ اسم اور اُس کے علاوہ اپنے بعض مصادیق یعنی مہمل کے درمیان کی تمام مشترکہ چیزوں (صوت، مخرج پر ٹھہرے) کو تو گھیرے ہوتے ہے مگر اسم اور فعل کے درمیان کی تمام مشترکہ چیزوں (لفظ و معنی دار) کو گھیرے ہوتے نہیں ہے، لہٰذا اسم کے لیے لفظ جنسِ بعید ہے۔

Scanned by CamScanner

جنسِ متوسط: وہ جنس ہے جس کے اوپر اور نیچے دونوں طرف جنس ہو، جیسے سلسلۂ حقائق میں جسم۔

نوع کی دو تعریفیں ہیں

(۱) وہ کلی ذاتی ہے جس کے افراد کی حقیقت ایک ہو، جیسے اسم اس کے مصادیق مثلاً لفظِ زید، لفظِ عمر، لفظ بکر وغیرہ کی حقیقت ایک ہے یا جیسے انسان اس کے افراد مثلاً ذاتِ زید، ذاتِ عمر، ذاتِ بکر وغیرہ کی حقیقت ایک ہے، اس تعریف کے مطابق نوع کو نوعِ حقیقی کہتے ہیں۔

(۲) وہ کلی ہے جو بلاواسطہ کسی جنس کے ماتحت ہو، جیسے اسم نوعِ اضافی ہے چونکہ وہ بلاواسطہ کلمہ کے ماتحت ہے کلمہ نوعِ اضافی ہے چوں کہ وہ لفظ کے ماتحت ہے لفظ نوعِ اضافی ہے چوں کہ وہ صوت کے ماتحت ہے، اسی طرح انسان نوعِ اضافی ہے چوں کہ وہ بلاواسطہ حیوان کے ماتحت ہے، حیوان نوعِ اضافی ہے چوں کہ وہ جسمِ نامی کے ماتحت ہے جسمِ نامی نوعِ اضافی ہے چوں کہ وہ جسمِ مطلق کے ماتحت ہے جسمِ مطلق نوعِ اضافی ہے چوں کہ وہ جوہر کے ماتحت ہے جوہر نوعِ اضافی نہیں بن سکتا۔ چوں کہ اس سے اوپر کوئی جنس نہیں، اس تعریف کے مطابق نوع کو نوعِ اضافی کہتے ہیں۔

مرتبہ کے اعتبار سے نوع کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) نوعِ عالی (۲) نوعِ سافل (۳) نوعِ متوسط۔

نوعِ عالی: وہ نوع ہے جس کے اوپر کوئی نوع نہ ہو، جیسے سلسلہ حقائق میں جسم۔

نوعِ سافل: وہ نوع ہے جس کے نیچے کوئی نوع نہ ہو، جیسے انسان

نوعِ متوسط: وہ نوع ہے جس کے اوپر اور نیچے دونوں طرف نوع ہو، جیسے جسمِ نامی، حیوان۔

Scanned by CamScanner

فصل وہ کلّی ذاتی ہے جو کسی حقیقت کا جزء ہو اور اس کو دیگر افرادِ جنس سے جدا بھی کر رہی ہو، جیسے ناطق انسان کی حقیقت (حیوان ناطق) کا ایک جزء ہے اور انسان کو دیگر افرادِ حیوان فرس، غنم وغیرہ سے جدا بھی کر رہا ہے۔

فصل کا دوسرا نام ممیّزِ ذاتی بھی ہے۔

فصل کی دو قسمیں ہیں (۱) فصلِ قریب (۲) فصلِ بعید

فصلِ قریب: وہ فصل ہے جو کسی حقیقت کو جنسِ قریب کے دیگر افراد سے جدا کرے، جیسے سلسلۂ حقائق میں معنا ھا نا قص حرف کو فعل و اسم سے جدا کر رہا ہے۔

فصلِ بعید: وہ فصل ہے جو کسی حقیقت کو جنسِ بعید کے دیگر افراد سے جدا کرے لیکن جنسِ قریب کے افراد سے جدا نہ کرے، جیسے متحرک بالارادہ انسان کو جسمِ نامی کے ایک فرد مثلاً شجر سے جدا کر رہا ہے حیوان کے افراد سے جدا نہیں کر رہا، یا مثلاً معنی دار ہونا اسم کو لفظ کے ایک فرد مثلاً مہمل سے جدا کر رہا ہے کلمہ کے افراد سے جدا نہیں کر رہا ہے۔

نوٹ: مندرجہ ذیل امثلہ میں جنس و فصل، قریب، بعید متعین کیجیے اور یہ بھی بتائیے کہ کون کس کے لیے جنس و فصل ہے۔

ناطق، جسم، جسمِ نامی، ناہق، صاہل، حساس، نامی، لفظ معنی دار، معنیٔ مستقل، زمانہ والا۔

کلّی عرضی کی تقسیم

کلی عرضی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) خاصّہ (۲) عرضِ عام

خاصّہ: وہ کلی عرضی ہے جو صرف ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ لاحق[1] ہو جیسے ضحک صرف افرادِ انسان کے ساتھ لاحق ہے۔ خاصّہ کا دوسرا نام ممیّزِ عرضی بھی ہے۔

---

[1] یعنی لگی ہوئی ہو۔

خاصّہ کی دو قسمیں ہیں (۱) خاصّۂ شاملہ (۲) خاصّۂ غیر شاملہ

خاصّۂ شاملہ : وہ خاصّہ ہے جو ایک حقیقت کے تمام افراد کے ساتھ لاحق ہو، جیسے صلاحیتِ ضحک تمام افرادِ انسان کے ساتھ لاحق ہے۔

خاصّۂ غیر شاملہ : وہ خاصّہ ہے جو ایک حقیقت کے صرف بعض افراد کے ساتھ لاحق ہو، جیسے ضحک کا ظاہراً پایا جانا صرف بعض افراد انسان کے ساتھ لاحق ہے۔

نوٹ : امثلۂ ذیل میں اقسامِ خاصّہ کی تعیین کیجیے۔

فاعل ہونا، اسم کے لیے۔ پیغمبر ہونا، انسان کے لیے۔ مسند ہونا، فعل کے لیے۔ شاعر ہونا، انسان کے لیے۔ صلاحیتِ کتابت، انسان کے لیے۔ گنہگار ہونا، انسان کے لیے۔

عرضِ عام : وہ کلّی عرضی ہے جو چند حقیقتوں کے افراد کے ساتھ لاحق ہو۔ جیسے پیروں سے چلنا، انسان و بقر و غنم ہر جاندار کے ساتھ لاحق ہے۔

پھر خاصّہ اور عرضِ عام میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) لازم (۲) مفارق

عرضِ لازم : وہ کلّی عرضی ہے جو اپنے معروض سے کبھی جدا نہ ہو، جیسے حرارت[1] آگ کے لیے۔ حرکتِ نبض[2] جاندار کے لیے، ایسے معروض کو ملزوم کہتے ہیں۔

عرضِ مفارق : وہ کلّی عرضی ہے جو اپنے معروض سے بعض اوقات میں جدا بھی ہو جاتی ہو، جیسے نزلہ[3] بخار جاندار کے لیے، مسند الیہ ہونا کسی بھی اسم[4] کے لیے۔

---

[1] دنیا میں جہاں بھی حرارت ہے وہ آگ ہی کا اثر ہے کیوں کہ تمام کائنات کی اصل عناصر اربعہ (آگ، پانی، مٹی، ہوا) ہیں۔ لہٰذا حرارت آگ کے لیے خاصۂ لازمہ ہے۔

[2] عرض عام لازم

[3] عرض عام مفارق

[4] خاصۂ مفارقہ

Scanned by CamScanner

وجود کے اعتبار سے عرضِ لازم کی تین قسمیں ہیں

(۱) لازمِ خارجی (۲) لازمِ ذہنی (۳) لازمِ ماہیت

لازمِ خارجی: وہ عرضِ لازم ہے جو ملزوم کو خارج میں لاحق ہو، جیسے سانس لینا جاندار کے لیے۔

لازمِ ذہنی: وہ عرضِ لازم ہے جو ملزوم کو ذہن میں لاحق ہو، جیسے کلی ہونا کلمہ کے لیے یا جزئی ہونا زید کے لیے۔

لازمِ ماہیت: وہ عرضِ لازم ہے جو ماہیت ملزوم کو عارض ہو، چاہے ملزوم خارج میں ہو یا ذہن میں، جیسے چار کے لیے جفت ہونا، تین کے لیے طاق ہونا۔

نقشہ تقسیم مفہوم

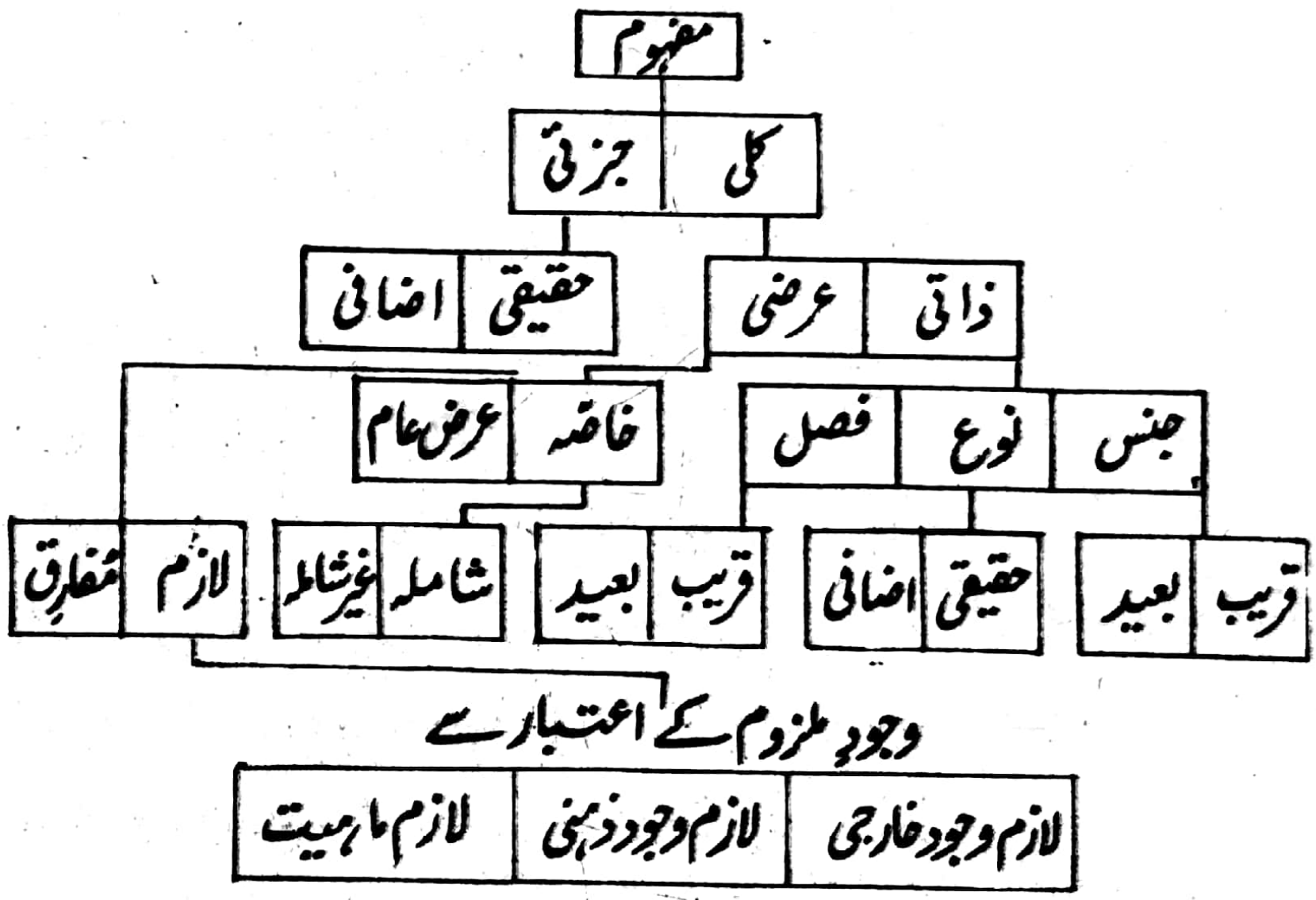

اصطلاح مَاھُوَ[1] وَاَیٌّ

مَاھُوَ (وہ کیا ہے) کا استعمال تین چیزوں کے دریافت کرنے کے لیے ہوتا ہے (۱) کسی چیز کی حقیقت (۲) کل اجزاء (۳) نوع (۴) جنس

---

[1] مَاھُوَ سے مراد ما استفہامیہ کے ذریعے سوال کرنا ہے۔

Scanned by CamScanner

(۱) جب سائل صرف ایک ہی کلی چیز کے متعلق مَاھُوَ کے ذریعے سوال کرے تو اس کا مقصد اس چیز کی حقیقت کے کل اجزاء باوضاحت دریافت کرنا ہوتا ہے۔ جیسے اَلْاِنْسَانُ مَاھُوَ، جواب حَیَوَانٌ نَاطِقٌ۔ یا اَلْاِسْمُ مَاھُوَ، جواب کَلِمَۃٌ مَعْنَاھَا کَامِلٌ مَا فِیْھَا زَمَنٌ

(۲) اگر سائل ایک جزئی چیز یا چند متفق الحقائق چیزوں کے متعلق مَاھُوَ کے ذریعے سوال کرے تو اس کا مقصد اُن سب کی نوع[۲] کو دریافت کرنا ہوتا ہے، جیسے زَیْدٌ مَاھُوَ یا زَیْدٌ وَعَمْرٌو وَبَکْرٌ مَاھُمْ، جواب ھُمْ اِنْسَانٌ یا کِتَابٌ، کُرْسِیٌّ مَنْضَدَۃٌ مَاھِیَ، جواب ھِیَ اِسْمٌ

(۳) اگر مختلف الحقائق چیزوں کے متعلق مَاھُوَ کے ذریعے سوال کیا گیا ہے تو سائل کا مقصد اُن سب کی جنس کو دریافت کرنا ہوتا ہے (جو مختلف حقیقتوں کے درمیان کی کل مشترکہ چیزوں کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے) جیسے اَلْاِنْسَانُ وَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ مَاھُمْ جواب حَیَوَانٌ۔ کیوں کہ حیوان کل مشترکہ چیزوں (جسم، نامی، حساس، متحرک بالارادہ) کو گھیرے ہوتے ہے یا جیسے اَلْاِسْمُ وَالْحَرْفُ مَاھُمَا جواب کَلِمَۃٌ آئے گا، اس لیے کہ وہی ان دونوں کے درمیان کی تمام مشترکہ چیزوں (لفظ، معنی دار) کو گھیرے ہوئے ہے۔

اَیٌّ: اس لفظ کے ذریعے ایسی چیز کو دریافت کیا جاتا ہے جو ایک جنس کے افراد میں سے کسی ایک فرد کو دوسرے افراد سے جدا کر دے۔

جُدا کرنے والی دو چیزیں ہیں (۱) فصل (۲) خاصّہ

فصل کا دوسرا نام ممیز ذاتی اور خاصّہ کا دوسرا نام ممیز عرضی ہے

---

[۱] اَلْاِنْسَانُ مَاھُوَ یعنی انسان کی حقیقت کے کل اجزاء کیا ہیں، جواب حَیَوَانٌ نَاطِقٌ ہوگا یعنی حیوان اور ناطق یہ دو جز ہیں ان کا مجموعہ انسان کی حقیقت ہے۔

[۲] ماہیت نوعیہ تمام اجزاء حقیقت کو جامع ہوتی ہے۔

Scanned by CamScanner

مثلاً کسی نے سوال کیا۔ اَلْاِنْسَانُ اَیَّ شَیْءٍ ھُوَ فِیْ ذَاتِہٖ (انسان ذاتی لحاظ سے کیا ہے) یعنی انسان کا ممیز ذاتی کیا ہے[1] تو جواب دیا جائے گا ھُوَ نَاطِقٌ

اور اگر کسی نے سوال کیا اَلْاِنْسَانُ اَیَّ شَیْءٍ ھُوَ فِیْ عَرَضِہٖ (انسان عرضی لحاظ سے کیا ہے) یعنی انسان کا ممیز عرضی کیا ہے تو جواب ہوگا ھُوَ ضَاحِکٌ

دیکھیے ضاحک اور ناطق انسان کو دوسرے افرادِ حیوان سے جدا کر رہے ہیں۔

مندرجہ ذیل چیزوں کے جوابات بتاؤ۔

(۱) انسان و فرس (۲) درخت انگور، حجر (۳) آسمان، زمین، زید (۴) ضرب و کرسی (۵) کلمہ، اسم

اجناسِ عالیہ کا بیان

عالَم: پہچاننے کا ذریعہ۔ چوں کہ ہر مخلوق خالق کے پہچاننے کا ذریعہ ہے اس لیے اللہ کے علاوہ ہر چیز کو عالَم کہا جاتا ہے۔ تمام مخلوقات دس اجناس کے ماتحت ہیں، ان کو اجناسِ عالیہ اور مقولاتِ عشر کہتے ہیں۔

(۱) **جوھر:** ہر ایسی چیز جو دوسرے کے ساتھ گھلے ملے بغیر پائی جاسکتی ہو، جیسے مٹی

باقی نو اقسام عرض کی ہیں۔

عرض: ہر ایسی چیز جو دوسرے کے ساتھ گھلے ملے بغیر نہ پائی جاسکتی ہو، جیسے ہلکا بھاری ہونا، سیاہ سفید ہونا وغیرہ۔

(۲) **کم:** بمعنی مقدار، ایسا عرض جس کی تقسیم ہوسکے، جیسے اعداد، خط، سطح وغیرہ

(۳) **کیف:** ایسا عرض جس کی تقسیم نہ ہوسکے[2] جیسے خوف زدہ کے چہرے کی زردی، غضبناک آدمی کے چہرے کی سرخی۔

---

[1] جس کے ذریعے وہ انسان دوسرے افرادِ حیوان سے ممتاز ہے۔

[2] اور اس کا وجود کسی دوسرے کی بنسبت بھی نہ ہو، جیسا آئندہ اقسام میں ہے۔

Scanned by CamScanner

(۴) **اضافت**: ایسی دو چیزوں کے درمیان نسبت کہ ان دونوں میں سے ایک کا سمجھنا دوسرے پر موقوف ہو، جیسے چچا اور بھتیجے، محبوب اور محب کے درمیان نسبت۔

(۵) **این**: وہ ہیئت ہے جو کسی شے کو جگہ کے لحاظ سے حاصل ہوتی ہے، جیسے تخت نشین بادشاہ کی ہیئت۔

(۶) **متیٰ**: وہ ہیئت ہے جو کسی شے کو زمانہ کے لحاظ سے حاصل ہوتی ہے، جیسے اب اور ایک سال پہلے کسی شخص کی ہیئت۔

(۷) **ملک**: وہ ہیئت جو کسی شے کو کسی دوسری چیز کے احاطہ کرنے سے حاصل ہو، جیسے عمامہ بندھا ہونے کے وقت کی ہیئت۔

(۸) **فعل**: وہ ہیئت جو کسی کو دوسری شے میں اثر انداز ہونے کے وقت حاصل ہوتی ہے، جیسے مارتے وقت مارنے والے کی ہیئت۔

(۹) **انفعال**: وہ ہیئت جو کسی کو دوسرے کے فعل سے متاثر ہونے کے وقت حاصل ہوتی ہے، جیسے مارتے وقت پٹنے والے (مضروب) کی ہیئت۔

(۱۰) **وضع**: وہ ہیئت جو کسی کو اپنے اجزاء کے لحاظ سے حاصل ہوتی ہے، جیسے اٹھتے بیٹھتے وقت کسی شخص کی ہیئت۔

نِسَبِ اربعہ کا بیان

نسبت بمعنی تعلق[1]، جس طرح دو شخصوں کے درمیان دوستی، دشمنی، اجنبیت وغیرہ میں سے کوئی نہ کوئی تعلق ہوتا ہے، اسی طرح دو کلیوں کے درمیان چار قسم کے تعلقات میں سے کسی ایک کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) **تساوی**: ایسی دو کلیوں کے تعلق کو کہا جاتا ہے جن میں سے ہر ایک کلی دوسری کلی کے تمام افراد پر صادق آتے، جیسے مومن اور جنتی کیوں کہ ہر مومن جنتی ہے اور ہر جنتی مومن ہے، ایسی دو کلیوں کو متساویین کہتے ہیں۔

جیسے انسان اور ناطق

[1] اس سے مراد آپسی حالات ہیں۔

جیسے انسان اور پتھر نہ پتھر انسان پر صادق ہے نہ اور نہ انسان

(۲) تباین: ایسی دو کلیوں کے تعلق کو کہا جاتا ہے جن میں سے کوئی بھی کلی دوسری کلی کے کسی بھی فرد پر صادق نہ ہو سکے، جیسے چاول اور مچھلی، کیوں کہ کوئی چاول مچھلی نہیں اور کوئی مچھلی چاول نہیں۔ ایسی دو کلیوں کو متباینین کہتے ہیں۔

(۳) (۳) عموم خصوص مطلق: ایسی دو کلیوں کے تعلق کو کہا جاتا ہے جن میں سے ایک کلی دوسری کلی کے تمام افراد پر صادق آئے اور دوسری کلی پہلی کلی کے تمام افراد پر صادق نہ آئے بلکہ بعض افراد پر صادق آئے۔ جیسے لڈو اور مٹھائی کیوں کہ ہر لڈو مٹھائی ہے، لیکن ہر مٹھائی مثلاً امرتی، گلاب جامن وغیرہ لڈو نہیں ہے تو مٹھائی عام اور لڈو خاص ہے ایسی دو کلیوں کو عام خاص مطلق کہتے ہیں۔ جیسے ہر انسان حیوان ہے اور بعض حیوان انسان نہیں

(۴) عموم خصوص من وجہ: ایسی دو کلیوں کے تعلق کو کہا جاتا ہے جن میں ہر ایک کلی دوسری کلی کے بعض افراد پر صادق ہو بعض پر نہیں، جیسے ذہین اور عالم، کیوں کہ بعض ذہین عالم ہیں بعض نہیں، اسی طرح بعض عالم ذہین ہیں بعض نہیں ایسی دو کلیوں کو عام خاص من وجہ کہتے ہیں۔ جیسے بعض الحیوان ابیض، بعض الحیوان لیس بابیض و بعض الابیض لیس بحیوان

نوٹ: مندرجہ ذیل کلیات میں نسبتیں بتاؤ اور اچھی طرح ذہن نشین کرلو۔

(۱) حیوان و فرس (۲) انسان و شجر (۳) جسم و حمار (۴) حیوان و اسود (۵) ہندوستانی و انسان (۶) جسم نامی و درختِ انار (۷) کلمہ و اسم (۸) اسم و لفظ (۹) انسان و ناطق (۱۰) انسان و فرس (۱۱) حیوان و انسان (۱۲) ابیض و حیوان

تعریف (معرِّف)

وہ لفظ جس کے ذریعے تعارف کرایا جائے۔

تعریف کی دو قسمیں ہیں (۱) حقیقی (۲) لفظی

تعریفِ حقیقی: ایسی تعریف جس کے ذریعے مسمّٰی[1] کا تعارف مقصود ہو، جیسے روٹی اور شوربے کے مجموعے سے ثرید کا تعارف کرایا گیا۔

---

[1] مسمّٰی، لفظ بول کر جس چیز کو بتایا جائے اس کو مسمّٰی کہتے ہیں، جیسے تپائی اسم اور وہ خاص لکڑی کی بنی ہوئی چیز مسمّٰی ہے۔

Scanned by CamScanner

تعریفِ لفظی: ایسی تعریف جس کے ذریعے محض لفظ کا تعارف (بیانِ معنی) مقصود ہو، جیسے کہا جائے کہ غضنفر کے معنی شیر کے ہیں۔

تعریفِ حقیقی کی چار قسمیں ہیں (۱) حدِّ تام (۲) حدِّ ناقص (۳) رسمِ تام (۴) رسمِ ناقص

حدِّ تام: ایسی تعریف ہے جو معرَّف کی جنسِ قریب اور فصلِ قریب سے کی جائے جیسے حیوانِ ناطق انسان کی حدِّ تام ہے، یا کَلِمَۃٌ مَعْنَاھَا کَامِلٌ مَا فِیْھَا زَمَنٌ اسم کی حدِّ تام ہے۔

حدِّ ناقص: ایسی تعریف ہے جو معرَّف کی جنسِ بعید اور فصلِ قریب سے یا صرف فصلِ قریب سے کی جائے، جیسے جسمِ ناطق یا صرف ناطق انسان کی حدِّ ناقص ہے یا لَفْظٌ مَعْنَاہُ کَامِلٌ مَا فِیْہِ زَمَنٌ یا صرف کَامِلُ الْمَعْنٰی غَیْرُ زَمَانِیٍّ اسم کی حدِّ ناقص ہے۔

رسمِ تام: ایسی تعریف ہے جو معرَّف کے خاصہ اور جنسِ قریب سے کی جائے، جیسے حیوانِ ضاحک انسان کی رسمِ تام ہے اور کلمہ مسند الیہ اسم کی رسمِ تام ہے۔

رسمِ ناقص: ایسی تعریف ہے جو معرَّف کی جنسِ بعید اور خاصہ سے یا صرف خاصہ سے کی جائے، جیسے جسمِ ضاحک یا فقط ضاحک انسان کی رسمِ ناقص ہے یا لفظ مسند الیہ یا فقط مسند الیہ اسم کی رسمِ ناقص ہے۔

حدِّ تام کے صحیح ہونے کے لیے شرائطِ خمسہ

۱۔ معرِّف اور معرَّف کے درمیان تساوی کی نسبت ہو۔

۲۔ معرِّف میں معرَّف کے اجزاء کی تفصیل ہو۔

۳۔ معرِّف معرَّف سے زیادہ واضح ہو۔

۴۔ معرِّف کے پائے جانے کے بعد معرَّف کا پایا جانا لازم اور ضروری ہو۔

۵۔ معرِّف میں الفاظِ مشترکہ یا مجاز بلا قرینہ استعمال نہ ہو نیز ایسے الفاظ بھی نہ ہوں جن کی دلالت اپنے معنی پر مخاطب کے نزدیک واضح نہ ہو۔

پانچوں شرائط امثلہ بالا میں واضح ہیں۔

Scanned by CamScanner

متعلمین کی سہولت کے لیے نقشۂ ترتیبِ کلیات درج ہے

کلیاتِ مرتبہ	ماہیاتِ کلیات		افراد	ماہیاتِ افراد	
	جنس	فصل	کلیات	جنس	فصل
انسان	حیوان	ناطق	زید عمر بکر	حیوان حیوان حیوان	ناطق ناطق ناطق
حیوان	جسم نامی	حساس متحرک بالارادہ	انسان فرس حمار وغیرہ	حیوان حیوان حیوان	ناطق صاہل ناہق
جسم نامی	جسم	ذی نما	تمام حیوانات تمام نباتات	جسم نامی جسم	حساس متحرک بالارادۃ ذی نما
جسم مطلق	جوہر	صالح للطول والعرض والعمق	تمام حیوانات تمام نباتات تمام جمادات	جسم نامی جسم جسم	حساس متحرک بالارادۃ ذی نما غیر ذی حس ونما
جوہر	موجود	قائم بالذات	تمام حیوانات تمام نباتات تمام جمادات عقول ملٰئکۃ	جسم نامی جسم جسم جواہر اجسام	حساس متحرک بالارادۃ ذی نما غیر ذی حس ونما مجرد عن المادۃ نورانیۃ معصومون مطیعون

تفہیم کی سہولت کے لیے موجود کو جوہر کی جنس لکھا گیا ہے ورنہ جوہر جنس عالی ہے جس کے اوپر کوئی جنس نہیں

Scanned by CamScanner

تصدیقات

مرکّبِ تام کی تقسیم

مرکّبِ تام کی دو قسمیں ہیں (۱) خبر یا قضیہ (۲) انشاء

قضیہ: وہ مرکّبِ تام ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں، جیسے خالد تہجد گزار ہے، احمد محنتی طالبِ علم ہے۔

انشاء: وہ مرکّبِ تام ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں، جیسے تم نماز پڑھو، تم کھیل کود مت کرو۔

قضیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) حملیّہ (۲) شرطیّہ

قضیہ حملیہ: وہ قضیہ ہے جس میں ایک چیز کے لیے دوسری چیز کے ثابت ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہو، اوّل کو موجبہ کہتے ہیں، جیسے قرآن سچا ہے۔ دوسرے کو سالبہ کہتے ہیں، جیسے کوئی کافر جنّتی نہیں ہے۔

موضوع: قضیہ حملیہ کے جزء اوّل (مثبت لہ یا منفی عنہ) کو موضوع کہتے ہیں۔

محمول: قضیہ حملیہ کے جزء ثانی (مثبت یا منفی) کو کہتے ہیں۔

نسبتِ قضیہ: موضوع کے ساتھ محمول کے تعلق (جوڑ) کو نسبت کہتے ہیں۔

نسبتِ ایجابیّہ: اگر محمول کا موضوع کے ساتھ تعلق ثبوت کا ہے تو اس تعلق کو نسبتِ ایجابیہ یا نسبتِ ثبوتیہ کہتے ہیں۔

نسبتِ سلبیّہ: اگر محمول کا موضوع کے ساتھ تعلق نفی کا ہے تو اس تعلق کو نسبتِ سلبیہ کہتے ہیں۔

حرفِ ربط: جو لفظ موضوع اور محمول کے درمیان نسبت پر دلالت کرتا ہے اس کو حرفِ ربط کہتے ہیں، جیسے زید کھڑا ہے، اس مثال میں لفظِ ہے، حرفِ ربط ہے۔

موضوع، محمول، رابطہ

Scanned by CamScanner

حرفِ ربط کی دو قسمیں ہیں (۱) زمانی (۲) غیر زمانی

حرفِ ربط زمانی: ایسا حرفِ ربط جو کسی زمانہ پر بھی دلالت کرے۔ وہ ایسے ماضی، حال و مستقبل کے صیغے ہیں جو حصول، ثبوت، وجود، کون یا ان کے ہم معنی کسی مصدر سے مشتق ہوں، جیسے زَیْدٌ کَانَ قَائِمٌ، زَیْدٌ صَارَ قَائِمٌ، زَیْدٌ مَوْجُوْدٌ قَائِمٌ یعنی زید کے لیے زمانہ ماضی میں قیام ثابت ہے، یا زَیْدٌ یَحْصُلُ قَائِمٌ یعنی زید زمانہ آئندہ میں کھڑا ہوگا، یہ تمام صیغے وضع کے اعتبار سے تو فعل یا اسم ہیں لیکن ربط کے مقام میں ان کو محض حرف کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

حرفِ ربط غیر زمانی: ایسا حرفِ ربط جو کسی زمانہ پر دلالت نہ کرے اس کے لیے غائب کی ضمیروں کو حرفِ ربط کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، جیسے زَیْدٌ هُوَ قَائِمٌ

نوٹ: زبان عربی میں عام طور پر حرفِ ربط کو حذف کر دیا جاتا ہے اور حرکاتِ اعرابیہ حرفِ ربط کے قائم مقام ہوتی ہیں، حرفِ ربط مذکور نہ ہونے کی صورت میں قضیہ کو ثنائیہ کہتے ہیں، جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اور حرفِ ربط مذکور ہو تو قضیہ کو ثلاثیہ کہتے ہیں، جیسے زَیْدٌ هُوَ قَائِمٌ

قضیہ حملیہ کی تقسیمات

قضیہ حملیہ کی چار اعتبار سے تقسیم ہوتی ہے (۱) ذاتِ موضوع کے اعتبار سے۔ (۲) وجودِ موضوع کے اعتبار سے (۳) حرفِ سلب کے اعتبار سے (۴) جہت کے اعتبار سے۔

(۱) ذاتِ موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تقسیم

ذاتِ موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی چار قسمیں ہیں (۱) شخصیہ یا مخصوصہ (۲) طبعیہ (۳) محصورہ یا مسورہ (۴) مہملہ

شخصیہ یا مخصوصہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع شخص[1] (معین چیز) ہو، جیسے مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ، ضَرَبَ فِعْلٌ مَاضِیْ

---

[1] شخص ہر وہ چیز ہے جو مشار الیہ بن سکے۔

قضیہ طبعیہ[1]: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں موضوع کی خالص حقیقت کے ساتھ محمول کے تعلق کو ظاہر کیا جارہا ہو، افراد پیشِ نظر نہ ہوں، جیسے اَلْجَهْلُ مَوْتُ الْاَحْيَاءِ (جہالت زندوں کی موت ہے) اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ (صبر خوش حالی کی کنجی ہے) اَلْاِنْسَانُ نَوْعٌ (انسان نوع ہے)

قضیہ مہملہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں کل یا بعض کی تعیین کے بغیر افرادِ موضوع سے محمول کے تعلق کو ظاہر کیا جارہا ہو، جیسے اَلطُّلَّابُ مُجْتَهِدُوْنَ[2] (طلبہ محنتی ہیں) اَلنَّاسُ عَلٰی دِيْنِ مُلُوْكِهِمْ (لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں)

قضیہ محصورہ یا مسوّرہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں کل یا بعض کی تعیین کے ساتھ افرادِ موضوع سے محمول کے تعلق کو ظاہر کیا جارہا ہو، جیسے كُلُّ شَيْءٍ فَانٍ (ہر چیز فنا ہونے والی ہے) بَعْضُ الطُّلَّابِ مُهْمَلٌ (بعض طلبہ بے محنتی ہیں)

سُور: وہ لفظ ہے جس کے ذریعے کل یا بعض افراد کی تعیین کی جائے، جیسے مثال بالا میں کل اور بعض۔

قضیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں (۱) موجبہ کلیہ (۲) موجبہ جزئیہ (۳) سالبہ کلیہ (۴) سالبہ جزئیہ

موجبہ کلیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں محمول تمام افرادِ موضوع کے لیے ثابت ہو۔ موجبہ کلیہ کا سور عربی میں لفظ کُلّ اور وہ الف لام جو کُلّ کے معنی میں ہو اور اردو میں لفظ 'ہر' اور 'تمام' یا جو اُن کے معنی میں ہو۔

كُلُّ مُؤْمِنٍ تَقِيٌّ	اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ
ہر مومن پرہیزگار ہے	تمام انسان نقصان میں ہیں

موجبہ جزئیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں محمول بعض افرادِ موضوع کے لیے ثابت ہو۔

---

[1] ہر وہ قضیہ حملیہ جس میں موضوع مصدر ہو وہ قضیہ طبعیہ ہوتا ہے کیوں کہ مصدر نفسِ ماہیت کو بتاتا ہے اور جہاں جہاں وہ پایا جاتا ہے وہ اُس کے افراد ہوتے ہیں۔

[2] اَلطُّلَّابُ سے ایک سے زائد طلبہ مراد ہیں کل یا بعض کی تعیین نہیں۔

Scanned by CamScanner

موجبہ جزئیہ کا سور عربی میں لفظ 'بعض' اور 'واحد'۔ اردو میں لفظ 'بعض'، 'کوئی نہ کوئی' وغیرہ۔

بَعْضُ الطُّلَّابِ ذَكِيٌّ	وَاحِدٌ مِنَ الطُّلَّابِ نَاجِحٌ
بعض طلبہ ذہین ہیں	کوئی نہ کوئی طالب علم کامیاب ہے

سالبہ کلیہ: وہ قضیہ مصورہ ہے جس میں تمام افرادِ موضوع سے محمول کی نفی کی گئی ہو۔

سالبہ کلیہ کا سور عربی میں لَاشَیْءَ۔ لَاوَاحِدَ یا کوئی بھی اسم نکرہ جس کی نفی کی جارہی ہو۔ اردو میں لفظ 'کوئی نہیں' وغیرہ

لَاشَیْءَ مِنَ النِّعَمِ مَكْرُوهٌ	لَاوَاحِدٌ مِنَ الْكَافِرِيْنَ نَاجِحًا
کوئی نعمت ناپسند نہیں ہے	کوئی کافر کامیاب نہیں ہے

سالبہ جزئیہ: وہ قضیہ مخصورہ ہے جس میں بعض افرادِ موضوع سے محمول کی نفی کی گئی ہو۔

سالبہ جزئیہ کا سور عربی میں لَيْسَ كُلٌّ۔ لَيْسَ بَعْضَ۔ بَعْضَ لَيْسَ۔ اردو میں لفظ 'بعض نہیں' 'ہر ایک نہیں' وغیرہ

لَيْسَ كُلُّ مُؤْمِنٍ مُطِيْعًا	بَعْضُ النَّاسِ لَيْسَ بِجَوَادٍ
ہر ایک مومن فرمانبردار نہیں	بعض لوگ سخی نہیں

نوٹ: مندرجہ ذیل قضایا میں اقسام قضیہ بتاؤ۔؟

عَمْرٌو فِي الْمَسْجِدِ (عمرو مسجد میں ہے) كُلُّ مُؤْمِنٍ مَحْبُوْبٌ عِنْدَ اللّٰهِ (ہر مومن اللہ کے نزدیک پیارا ہے) بَعْضُ الطُّلَّابِ يَحْفَظُوْنَ دُرُوْسَهُمْ (بعض طلبہ اپنے اسباق یاد کرلیتے ہیں) لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) لَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ

---

[1] لفظ 'بعض' کا اعتبار کرتے ہوئے خبر کا مفرد لانا اور معنی کا اعتبار کرتے ہوئے خبر کا جمع لانا صحیح ہوتا ہے۔

[2] نکرہ کا تحت النفی واقع ہونا بھی سالبہ کلیہ کا سور ہے۔

Scanned by CamScanner

مُخلِصاً (ہر ایک طالب علم مخلص نہیں ہے) اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُھْلِکُ (سچائی نجات دلاتی ہے اور جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے) اَلْاَسَاتِذَۃُ مُخْلِصُوْنَ فِی الْمَدَارِسِ الْعَرَبِیَّۃِ (عربی مدارس میں اساتذہ مخلص ہیں)

(۲) وجودِ موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تقسیم

وجودِ موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تین قسمیں ہیں (۱) خارجیہ (۲) ذہنیہ (۳) حقیقیہ

قضیہ حملیہ خارجیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں موضوع کے ساتھ محمول کے خارجی تعلق کو ظاہر کیا جا رہا ہو، جیسے اَلنَّارُ مُحْرِقَۃٌ (آگ جلانے والی ہے) اَلثَّلْجُ لَیْسَ بِحَارٍّ (برف گرم نہیں ہے)

قضیہ حملیہ ذہنیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں موضوع کے ساتھ محمول کے ذہنی تعلق کو ظاہر کیا جا رہا ہو، جیسے اَلْاِنْسَانُ کُلِّیٌّ (انسان کلی ہے) اَلْکَلِمَۃُ جِنْسٌ (کلمہ جنس ہے)

قضیہ حملیہ حقیقیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں موضوع کے ساتھ محمول کے تعلق کو ظاہر کیا جا رہا ہو، خارج یا ذہن کی کوئی تعیین نہ ہو، جیسے اَلْاَرْبَعَۃُ زَوْجٌ (چار جفت ہے) اَلسِّتَّۃُ لَیْسَتْ بِفَرْدٍ (چھ طاق نہیں ہے)

(۳) حرفِ سلب کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تقسیم

طرفینِ قضیہ میں حرفِ سلب کے ہونے یا نہ ہونے کے لحاظ سے قضیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) معدولہ (۲) محصّلہ

قضیہ معدولہ: وہ قضیہ ہے جس میں حرفِ سلب موضوع یا محمول یا دونوں کا جزء بن رہا ہو۔

قضیہ معدولہ کی تین قسمیں ہیں (۱) معدولۃ الموضوع (۲) معدولۃ المحمول

(۳) معدولۃ الطرفین

قضیہ معدولۃ الموضوع: وہ قضیہ معدولہ ہے جس میں حرفِ سلب موضوع کا جزء بن رہا ہو، جیسے لَا مَرْءَ لَئِیْمٌ وَضِیْعٌ (بے مروت برا ہوتا ہے)

قضیہ معدولۃ المحمول: وہ قضیہ معدولہ ہے جس میں حرفِ سلب محمول کا جزء بن رہا ہو، جیسے هٰذَا الْقَلَمُ غَیْرُ مُفِیْدٍ (یہ قلم بے فائدہ ہے)

قضیہ معدولۃ الطرفین: وہ قضیہ معدولہ ہے جس میں حرفِ سلب موضوع اور محمول دونوں کا جزء بن رہا ہو، جیسے کُلُّ غَیْرِ مُؤْمِنٍ غَیْرُ کَرِیْمٍ (ہر بے ایمان بے مروت ہے)

نوٹ: قضیہ کے موجبہ اور سالبہ ہونے کا مدار نسبت کے ایجاب و سلب پر ہے۔ طرفین قضیہ میں حرفِ سلب کے ہونے یا نہ ہونے پر نہیں ہے لہٰذا موضوع یا محمول میں حرفِ سلب لانے سے قضیہ سالبہ نہیں بنے گا بلکہ سالبہ بنانے کے لیے ایک دوسرا حرفِ سلب لاکر نسبت کی نفی کرنا ضروری ہوگا۔ جیسے بے غیرت کامیاب نہیں ہے زید بے مروت نہیں ہے، بے ایمان بے ضرر نہیں ہوتا ہے۔

قضیہ مھملہ: اگر حرفِ سلب طرفین قضیہ میں سے کسی کا جزء نہ ہو تو اس کو مھملہ کہتے ہیں، چاہے موجبہ ہو یا سالبہ، جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ (زید کھڑا ہے) عَمْرٌو لَیْسَ بِقَائِمٍ (عمرو نہیں کھڑا ہے)

نوٹ: قضیہ حملیہ کی تقسیم باعتبار جہت انشاء اللہ آئندہ کتابوں میں آئے گی۔

مندرجہ امثلہ میں قضایا کی تعیین کیجیے۔ نِظَامُ الدَّوْلَةِ غَیْرُ مَشْرُوْعٍ (حکومت کا نظام بے ضابطہ ہے) اَلْاَحْکَامُ الْقَانُوْنِیَّةُ مُضِرَّةٌ (لاقانونیت نقصان دہ ہے) عُلَمَاءُ الْهِنْدِ لَیْسُوْا غَیْرَ مُکْتَرِثِیْنَ (ہندوستان کے علماء لاپرواہ نہیں ہیں)

شرطیات کا بیان

قضیہ شرطیہ: وہ قضیہ ہے جس میں دو نسبتوں کے درمیان اتصال (جوڑ) یا

انفصال (جدائی) کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا جا رہا ہو، اس کے پہلے جزء کو مقدم اور دوسرے کو تالی کہتے ہیں، جیسے مَنْ یَّحْفَظِ الدَّرْسَ یَنْجَحْ (جو سبق یاد کرے گا وہ کامیاب ہو جائے گا) یہاں دونوں نسبتوں میں جوڑ ہے۔ (نسبت اول، نسبت ثانی) یا اَلْاِنْسَانُ شَقِیٌّ اَوْ سَعِیْدٌ (انسان بدبخت ہے یا نیک بخت ہے) یہاں دونوں نسبتوں میں جدائی ہے۔ (نسبت اول، نسبت ثانی)

ادواتِ اتّصال: وہ حروف جو دو نسبتوں کے درمیان اتّصال کو ظاہر کریں، جیسے کلماتِ شروط و جزاء

ادواتِ انفصال: وہ حروف جو دو نسبتوں کے درمیان انفصال کو ظاہر کریں، جیسے اِمَّا وَ اَوْ

قضیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) شرطیہ متّصلہ (۲) شرطیہ منفصلہ

شرطیہ متصلہ: وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں دو نسبتوں کے درمیان اتّصال (جوڑ) کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہو، اوّل (موجبہ) کی مثال اِذَا قَامَتِ الْقِیَامَۃُ فَیُحَاسَبُ جَمِیْعُ النَّاسِ (جب قیامت قائم ہوگی تو تمام لوگوں کا حساب لیا جائے گا) ثانی (سالبہ) کی مثال لَیْسَ الْبَتَّۃَ اِنْ کَانَ اَحَدٌ کَافِرًا فَیَکُوْنُ مَقْبُوْلًا عِنْدَ اللّٰہِ (یہ بات ہرگز نہیں کہ اگر کوئی کافر ہو تو وہ اللہ کے نزدیک مقبول ہو)

شرطیہ منفصلہ: وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں دو نسبتوں کے درمیان انفصال (جدائی) کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہو، اوّل کی مثال (موجبہ) ھٰذَا الرَّجُلُ مُؤْمِنٌ اَوْ کَافِرٌ (یہ آدمی مومن ہے یا کافر ہے) ثانی (سالبہ) کی مثال لَیْسَ الْبَتَّۃَ اِمَّا اَنْ یَّکُوْنَ اَحَدٌ اِنْسَانًا اَوْ نَبِیًّا (ایسی بات ہرگز نہیں کہ کوئی انسان ہی ہو یا نبی ہی ہو) بلکہ دونوں جمع ہو سکتے ہیں۔

علّت: وہ شے ہے جس کے پائے جانے کے بعد دوسری چیز کا پایا جانا لازم اور ضروری ہو۔

دوسری تعریف: موجب شے کو علّت کہتے ہیں، جیسے آگ حرارت کے لیے اور برف برودت کے لیے اور دوسری شے کو معلول کہتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

شرطیہ متصلہ کی دو قسمیں ہیں (متصلہ لزومیہ (۲) متصلہ اتفاقیہ

شرطیہ متصلہ لزومیہ: وہ قضیہ ہے جس کے مقدم اور تالی میں ایسا تعلق ہو جس کی بنا پر جدائی ناممکن ہو، جیسے اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ اگر سورج نکلا ہوا ہوگا تو دن موجود ہوگا۔

اس تعلق کی چار صورتیں ہیں۔

۱۔ مقدم تالی کے لیے علت ہو، جیسے مثالِ مذکور

۲۔ تالی مقدم کے لیے علت ہو، جیسے کُلَّمَا کَانَ النَّھَارُ مَوْجُوْدًا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً (جب بھی دن موجود ہوگا تو سورج نکلا ہوا ہوگا)

۳۔ مقدم اور تالی دونوں ایک علت کے معلول ہوں، جیسے کُلَّمَا کَانَ النَّھَارُ مَوْجُوْدًا کَانَتِ الْاَرْضُ مُضِیْئَۃً (جب بھی دن موجود ہوگا تو زمین روشن ہوگی) دن کا موجود ہونا اور زمین کا روشن ہونا دونوں کی علت طلوعِ شمس ہے۔

۴۔ مقدم اور تالی کے درمیان تضایف[1] کا تعلق ہو، جیسے اِذَا کَانَ اللّٰہُ حَبِیْبَنَا فَنَحْنُ مَحْبُوْبُہٗ (جب اللہ تعالیٰ ہمارا محبوب ہوگا تو ہم اس کے محب ہوں گے۔

شرطیہ متصلہ اتفاقیہ: وہ قضیہ شرطیہ متصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان جدائی ہوسکتی ہو، جیسے اِنْ تَذْھَبْ اِلٰی دِلْھِیْ فَنَذْھَبْ اِلٰی بَمْبَئِیْ (اگر آپ دہلی جائیں گے تو ہم بمبئی جائیں گے) اِنْ نَامَ الْمَرِیْضُ فَیَسْتَیْقِظِ الْمُمَرِّضُ (اگر بیمار سوتا ہے تو تیماردار جاگتا رہتا ہے)

جہتِ[2] انفصال کے اعتبار سے شرطیہ منفصلہ کی تین قسمیں ہیں۔

---

[1] اس کی تعریف معقولاتِ عشر کے بیان میں آچکی ہے کہ ایک کا سمجھنا دوسرے پر موقوف ہو۔

[2] جہت بمعنی رُخ یعنی بین النسبتین جدائی کس کس رُخ سے ظاہر کی جاتی ہے، ان تین رخ سے بین النسبتین جدائی کو ظاہر کرنا پیش نظر ہے، اب اگر ان دونوں نسبتوں میں اتصال ناممکن ہو تو منفصلہ لزومیہ کہلائے گا اور اتصال ممکن ہو تو وہ منفصلہ اتفاقیہ کہلائے گا تو اقسام ثلثہ کا مدار فقط اظہار انفصال پر ہے، واقعۃً جدائی ہونے یا نہ ہونے پر نہیں ہے۔

Scanned by CamScanner

(۱) حقیقیہ (۲) مانعۃ الجمع (۳) مانعۃ الخلو

شرطیہ منفصلہ حقیقیہ: وہ شرطیہ منفصلہ ہے جس کے مقدّم اور تالی کے درمیان وجود اور عدم دونوں اعتبار سے انفصال[1] (جدائی) کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہو، اول (موجبہ) کی مثال کُلُّ مَوْجُوْدٍ اِمَّا خَالِقٌ اَوْ مَخْلُوْقٌ (ہر موجود خالق ہے یا مخلوق ہے) میں خالق اور مخلوق کے درمیان وجوداً جدائی کو ظاہر کیا گیا ہے یعنی دونوں ایک موجود میں ساتھ ساتھ جمع نہیں ہوسکتے اور عدماً بھی یعنی دونوں کسی موجود سے ساتھ ساتھ معدوم بھی نہیں ہوسکتے بلکہ ایک ہوگا تو دوسرا نہیں۔ دوم (سالبہ) کی مثال لَیْسَ الْبَتَّۃَ اِمَّا اَنْ یَکُوْنَ اَحَدٌ اِنْسَانًا اَوْ رَسُوْلاً (یہ بات ہرگز نہیں کہ کوئی چیز انسان ہی ہو یا رسول ہی ہو یعنی دونوں میں وجود و عدم کے اعتبار سے جدائی نہیں ہے بلکہ دونوں ساتھ ہی ساتھ جمع بھی ہوسکتے ہیں اور دونوں ساتھ ہی معدوم بھی ہوسکتے ہیں۔

شرطیہ منفصلہ مانعۃ الجمع: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدّم اور تالی کے درمیان صرف وجود کے اعتبار سے انفصال[2] کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہو اول (موجبہ) کی مثال ذَالِکَ الْحَیَوَانُ اِمَّا شَاۃٌ وَ اِمَّا ظَبْیٌ (وہ حیوان یا تو بکری ہی ہے یا ہرن ہی ہے) یعنی دونوں ایک ہی محل میں ساتھ ساتھ نہیں پائے جاسکتے۔ دوم (سالبہ) کی مثال لَیْسَ الْبَتَّۃَ اِمَّا اَنْ یَکُوْنَ الْاِنْسَانُ غَنِیًّا اَوْ عَالِمًا (یعنی یہ

---

[1] یعنی دونوں بیک وقت ایک ہی محل میں نہ موجود ہیں اور نہ معدوم ہیں۔

[2] یعنی کسی ایک محل میں دونوں ساتھ ساتھ جمع نہیں ہوسکتے یا ہوسکتے ہیں۔

نوٹ: حقیقیہ کے اندر وجود و عدم دونوں اعتبار سے انفصال و عدم انفصال کو ظاہر کرنا پیش نظر ہے۔ مانعۃ الجمع میں صرف وجود کے اعتبار سے انفصال کو ظاہر کرنا ہے، عدم کی جانب پیش نظر نہیں ہے یعنی جدائی ہو یا نہ ہو، مانعۃ الخلو میں عدم کے لحاظ سے جدائی کا اظہار پیش نظر ہے وجود کے لحاظ سے جدائی ہو یا نہ ہو۔

Scanned by CamScanner

ضروری نہیں کہ انسان مال دار ہی ہو یا عالم ہی ہو) بلکہ دونوں ساتھ ہی ساتھ پائے بھی جاسکتے ہیں تو عدمِ انفصال صرف وجود کے اعتبار سے ظاہر کرنا مقصود ہے۔

قضیہ منفصلہ مانعۃ الخلو: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی کے درمیان صرف عدم کے اعتبار سے انفصال[1] کے ہونے یا نہ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہو۔ اول (موجبہ) کی مثال طَعَامُ الضُّیُوفِ حُلْوٌ اَوْ صَالِحٌ (مہمانوں کا کھانا میٹھا ہوگا یا نمکین) یعنی دونوں بیک وقت معدوم نہیں ہوں گے بلکہ ایک ضرور موجود ہوگا۔ ثانی (سالبہ) کی مثال لَیْسَ الْبَتَّۃَ اَنْ تَتَکَلَّمَ بِاللُّغَۃِ الْعَرَبِیَّۃِ اَوِ الْفَارِسِیَّۃِ (عربی یا فارسی لغت ہی میں بات کرنا ضروری نہیں ہے) یعنی دونوں بیک وقت معدوم ہوسکتے ہیں بلکہ ان دونوں زبانوں کے علاوہ کسی اور زبان میں بات کریں۔

نوٹ: مندرجہ ذیل امثلہ میں شرطیہ کی مع اقسام تعیین کیجیے؟

زَیْدٌ عَالِمٌ اَوْ جَاھِلٌ (زید عالم ہے یا جاہل) رَاشِدٌ شَاعِرٌ اَوْ کَاتِبٌ (راشد شاعر ہے یا مضمون نگار ہے) لَیْسَ ھٰذَا اِنْ کَانَ اللَّیْلُ مَوْجُوْدًا فَالشَّمْسُ طَالِعَۃٌ (یہ بات نہیں ہے کہ اگر رات ہوگی تو سورج نکلا ہوا ہوگا) کُلُّ عَدَدٍ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ (ہر عدد یا جفت ہے یا طاق) اِنْ عَمِلْتُمُ الصَّالِحَاتِ اِیْمَانًا فَتَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِالْفَوْرِ (اگر ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ کروگے تو فوراً جنت میں جاؤ گے) لَیْسَ الْبَتَّۃَ اِمَّا الْعَدَدُ زَوْجٌ اَوْ مُنْقَسِمٌ بِجُزْءَیْنِ مُتَسَاوِیَیْنِ (یہ بات ہرگز نہیں کہ عدد جفت ہی ہو یا دو برابر حصوں پر تقسیم ہونے والا ہو) اَلرَّجُلُ سَعِیْدٌ اَوْ شَقِیٌّ (آدمی نیک بخت ہے یا بدبخت) اِنِ اشْتَعَلَتِ النَّارُ فَتُوْجَدُ الْحَرَارَۃُ (آگ جلے گی تو گرمی ہوگی) ھٰذَا الشَّیْءُ اِمَّا حَجَرٌ اَوْ شَجَرٌ (یہ چیز پتھر ہے یا درخت)

انفصال کی قوت وضعف کے اعتبار سے شرطیہ منفصلہ[2] کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) عنادیہ (۲) اتفاقیہ

---

[1] یعنی کسی ایک محل میں دونوں ساتھ ساتھ معدوم نہیں ہوسکتے یا ہوسکتے ہیں۔

(باقی آئندہ صفحہ پر)

Scanned by CamScanner

شرطیہ منفصلہ عنادیّہ: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدّم اور تالی کے درمیان تباین کی نسبت ہو، جیسے هٰذَا الرَّجُلُ اِمَّا مُؤْمِنٌ اَوْ کَافِرٌ (یہ مرد یا تو مومن ہے یا کافر ہے) تو ایمان وکفر دونوں میں تباین ہے۔

شرطیہ منفصلہ اتفاقیہ: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدّم اور تالی کے درمیان تباین تو نہ ہو بلکہ دونوں میں اتفاقاً جدائی ہوگئی ہو، جیسے کوئی کہے طَعَامُنَا کُلَّ یَوْمٍ اِمَّا الْخُبْزُ اَوِ الْاَرُزُّ (ہمارا روز کا کھانا روٹی ہے یا چاول)، روٹی اور چاول دونوں بیک وقت ایک کھانے میں جمع تو ہوسکتے ہیں مگر اتفاق ہے کہ ایک چیز ہے دوسری نہیں۔

تناقض کا بیان

نقیض: ہر شے کے سلب کو نقیض کہتے ہیں، جیسے جاندار کی نقیض غیر جاندار، جانب دار کی نقیض غیر جانب دار، زید عالم ہے کی نقیض زید عالم نہیں ہے۔

نوٹ: مندرجہ بالا تعریف تمام مفردات اور مرکبات دونوں میں جاری ہوتی ہے دوسری مندرجہ ذیل تعریف صرف قضایا کے ساتھ مخصوص ہے۔

تناقضِ قضایا: دو قضیوں کا آپس میں کم اور کیف کے اعتبار سے اس طرح مختلف ہونا کہ ان دونوں میں سے کسی بھی ایک کو صادق مانا جائے تو دوسرے کو کاذب ماننا پڑے۔ جیسے ہر مومن جنّتی ہے اور بعض مومن جنّتی نہیں ہیں، اس انداز پر اختلاف کو تناقض کہتے ہیں اور ہر دو قضیوں کو آپس میں متناقضتین کہتے ہیں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: ۲ منفصلہ حقیقیہ، مانعۃ الجمع، مانعۃ الخلو، تینوں میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں نکلتی ہیں۔ عنادیہ اور اتفاقیہ۔ منفصلہ عنادیہ کی تعریف میں منفصلہ حقیقیہ کی مثالوں کو اور منفصلہ اتفاقیہ کی تعریف میں مانعۃ الجمع کی مثال کو پیش کیا گیا ہے۔

Scanned by CamScanner

تناقضِ قضایا کے پائے جانے کے لیے دونوں قضیوں کا آٹھ چیزوں میں متحد ہونا ضروری ہے۔ ان کو وحداتِ ثمانیہ کہتے ہیں۔

تفصیل وحداتِ ثمانیہ

(۱) **وحدتِ موضوع:** دونوں قضیوں کا موضوع ایک ہو، اگر موضوع ایک نہ ہوگا تو تناقض نہ ہوگا، جیسے زید کھڑا ہے، زید کھڑا نہیں ہے۔ ان دونوں میں تناقض ہے اور زید کھڑا ہے عمرو کھڑا نہیں ہے، ان دونوں میں تناقض نہیں ہے۔

(۲) **وحدتِ محمول:** دونوں قضیوں کا محمول ایک ہو، جیسے زید پڑھ رہا ہے زید پڑھ نہیں رہا ہے۔ اگر محمول ایک نہ ہو تو تناقض نہیں ہوگا، جیسے زید پڑھ رہا ہے زید سو نہیں رہا ہے، ان دونوں میں کوئی تناقض نہیں۔

(۳) **وحدتِ مکان:** دونوں قضیوں میں مکان ایک ہو، جیسے زید مسجد میں بیٹھا ہے، زید مسجد میں بیٹھا نہیں ہے۔ اگر مکان ایک نہ ہو تو تناقض نہیں ہوگا، جیسے زید مسجد میں بیٹھا ہے، زید گھر میں نہیں بیٹھا ہے، ان دونوں میں کوئی تناقض نہیں۔

(۴) **وحدتِ زماں:** دونوں قضیوں میں زمانہ ایک ہو، جیسے راشد نے دن میں لکھا ہے، راشد نے دن میں نہیں لکھا ہے۔ اگر زمانہ ایک نہ ہو تو تناقض نہیں ہوگا۔ جیسے راشد نے دن میں لکھا ہے، راشد نے رات میں نہیں لکھا ہے۔ ان دونوں میں کوئی تناقض نہیں ہے۔

(۵) **وحدتِ قوّۃ و فعل:** قوّۃ کے معنی صلاحیت یعنی اگر ایک قضیہ میں یہ بات ثابت کی گئی ہو کہ موضوع میں محمول کے ثابت ہونے کی صلاحیت ہے تو دوسرے قضیہ میں اسی صلاحیت کی نفی ہو۔

فعل کے معنی بروقت موجود ہونا یعنی اگر ایک قضیہ میں موضوع کے لیے محمول بروقت ثابت ہو تو دوسرے قضیہ میں بروقت ہی ثابت ہونے کی نفی کی گئی ہو جیسے شیرۂ انگور کے متعلق آپ کہیں کہ یہ بالقوۃ مُسکر ہے یعنی شراب بن کر اس میں نشہ

Scanned by CamScanner

لانے کی صلاحیت ہے اور یہ بالقوۃ مسکر نہیں ہے تو ان دونوں میں تناقض ہے اور اگر دونوں قضیے قوۃ و فعل میں مختلف ہوں گے تو تناقض نہیں ہوگا، جیسے آپ کہیں کہ یہ شیرۂ انگور بالقوۃ مسکر ہے اور یہی شیرۂ انگور بالفعل مسکر نہیں ہے یعنی بروقت نشہ نہیں لا سکتا تو اب کوئی تناقض نہیں رہا۔

(۶) **وحدتِ شرط**: یعنی دونوں قضیوں میں شرط ایک ہو، مثلاً آپ کہیں اگر اللہ کی نافرمانی کروگے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوجائے گا۔ (دوسرا قضیہ) اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروگے تو اللہ تعالیٰ ناراض نہیں ہوگا۔ ان دونوں میں تناقض ہے۔ اور اگر شرط میں اتفاق نہیں ہے تو تناقض نہیں ہوگا، جیسے اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروگے تو اللہ ناراض ہوجائے گا اور اگر اللہ کی اطاعت کروگے تو اللہ ناراض نہیں ہوگا۔ اب کوئی تناقض نہیں کیوں کہ شرط ایک نہیں رہی۔

(۷) **وحدتِ جزء و کل**: یعنی اگر ایک قضیہ میں محمول پورے موضوع کے لیے ثابت کیا گیا ہے تو دوسرے قضیہ میں بھی پورے ہی موضوع سے محمول کی نفی کی گئی ہو، اور اگر ایک قضیہ میں موضوع کے جزء خاص کے لیے محمول کو ثابت کیا گیا ہو تو دوسرے قضیہ میں بھی محمول کی اسی جزء خاص سے نفی کی جارہی ہو اگر ایسا نہیں ہوگا تو تناقض نہیں ہوگا، جیسے

(۱) آپ کہیں، آج میرے جسم میں درد ہے

(۲) آج میرے جسم میں درد نہیں ہے

اگر ان دونوں قضیوں کے موضوع میں پورا جسم یا دونوں ہی میں جسم کا کوئی ایک جزء خاص مثلاً سر مراد ہے تو تناقض ہوگا، اور اگر پہلے قضیہ کے موضوع میں کوئی جزء خاص مثلاً سر اور دوسرے قضیہ میں کل مراد ہے تو تناقض نہیں ہوگا۔

(۸) **وحدتِ اضافت**: یعنی ایک قضیہ میں محمول کی نسبت جس شے کی طرف ہو اسی شے کی طرف دوسرے قضیہ میں ہو، جیسے

Scanned by CamScanner

(۱) آپ کہیں ، یہ آم کا اچار ہے[1]

(۲) یہ آم کا اچار نہیں

ان دونوں میں تناقض ہے ، اور اگر نسبت ایک نہ ہو تو تناقض نہ ہوگا ، جیسے اگر آپ کہیں یہ آم کا اچار ہے ، یہ لیمو کا اچار نہیں ہے تو ان دونوں میں کوئی تناقض نہیں ہے کیوں کہ نسبت ایک نہیں ہے ۔

شعر

در تناقض ہشت وحدتِ شرط داں
وحدتِ موضوع و محمول و مکاں
وحدتِ شرط و اضافت جزء و کل
قوۃ و فعل است در آخر زماں

دو قضیۂ مخصوصہ کے تناقض میں وحداتِ ثمانیہ اور اختلاف فی الکیف (سلب و ایجاب) کافی ہے ، اگر قضیہ محصورہ ہو تو ان دو باتوں کے علاوہ کلیہ اور جزئیہ ہونے کے اعتبار سے بھی مختلف ہونا ضروری ہے ، مثلاً ہر مسلمان مخلص ہے اور بعض مسلمان مخلص نہیں ہیں ، اِن دونوں میں تناقض ہے ۔ اور اگر آپ کہیں کہ ہر مسلمان مخلص ہے اور کوئی مسلمان مخلص نہیں ہے ، ان دونوں میں کوئی تناقض نہیں ہے کیوں کہ دونوں کلیہ ہیں اور دونوں کاذب ہیں ۔

نوٹ : مندرجہ ذیل قضایا کی نقیضیں بتاؤ اور جو دو قضیہ لکھے ہوتے ہیں ان میں تناقض ہے یا نہیں ، اگر نہیں تو کس شرط کے نہ ہونے سے ۔

(۱) ہر گھوڑا جاندار ہے (۲) بعض آم میٹھے ہیں (۳) کوئی تربوز کڑوا نہیں ہے (۴) عمر مسجد میں ہے ، عمر گھر میں نہیں ہے (۵) یہ آم کا پیڑ ہے ، یہ امرود کا پیڑ نہیں ہے (۶) بعض ککڑیاں کڑوی نہیں ہیں (۷) زید

---

[1] اس مثال میں لفظ 'یہ' موضوع ہے اور 'آم کا اچار ہے' محمول ہے ۔

رات کو سوتا ہے ، زید دن کو نہیں سوتا ہے۔

عکس کا بیان

عکس کے لغوی معنی الٹنے پلٹنے کے ہیں۔ عکس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) عکسِ مستوی (۲) عکسِ نقیض

عکسِ مستوی: مستوی کے لغوی معنی سیدھا یعنی یہ سیدھا سادہ عکس ہے۔

اصطلاحی تعریف: طرفینِ قضیہ (موضوع و محمول) کو اس طرح پلٹ دینا (موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع بنا دینا) کہ پہلا صدق و کذب اور کیف (ایجاب و سلب) باقی رہیں۔

لہٰذا دونوں قضیے (اصل قضیہ اور عکس) صادقہ ہوں گے یا کاذبہ، نیز موجبہ ہوں گے یا سالبہ۔

اس شرط بالا کے اعتبار سے اہلِ فن نے تجربہ کے بعد ہر قضیہ کے جُدا جُدا عکس مقرر کیے، جو عکس مقرر کیے ہیں وہ ہر جگہ صحیح ہو جاتے ہیں۔

ان کے علاوہ بھی بعض عکس صحیح ہو جاتے ہیں مگر وہ ہر جگہ صحیح نہیں ہوتے۔

نقشہ متعلق عکسِ حملیات

نوعیت اصل قضیہ	نوعیت عکس قضیہ	امثلۂ اصل	امثلۂ عکس
حملیہ موجبہ کلیہ	حملیہ موجبہ جزئیہ	ہر انسان جاندار ہے	بعض جاندار انسان ہیں
حملیہ موجبہ جزئیہ	حملیہ موجبہ جزئیہ	بعض ذہین محنتی ہوتے ہیں	بعض محنتی ذہین ہوتے ہیں
حملیہ سالبہ کلیہ	حملیہ سالبہ کلیہ	کوئی عالم جاہل نہیں ہے	کوئی جاہل عالم نہیں ہے
حملیہ سالبہ جزئیہ	حملیہ سالبہ جزئیہ	بعض انگریزی داں دیندار نہیں ہوتے	بعض دیندار انگریزی داں نہیں ہوتے

Scanned by CamScanner

عکسِ نقیض

موضوع اور محمول دونوں کی نقیضِ موضوع کو محمول اور نقیضِ محمول کو موضوع بنا دینا اس طرح پر کہ پہلے صدق اور کذب دونوں باقی رہیں، مثلاً ہر انسان جاندار ہے، اس کا عکس نقیض ہر غیر جاندار غیر انسان ہے آئے گا۔

نوٹ: مندرجہ ذیل امثلہ میں عکس بتاؤ۔

کُلُّ مُؤمِنٍ جَنَّتِیٌّ (ہر مومن جنتی ہے) لَا وَاحِدَ مِنَ الکٰفِرِیْنَ فِی الْجَنَّۃِ (کوئی کافر جنتی نہیں ہے) بَعْضُ الْمُجْتَھِدِیْنَ نَاجِحٌ (بعض محنتی کامیاب ہیں) بَعْضُ الکُتُبِ لَیْسَ بِجَیِّدٍ (بعض کتابیں عمدہ نہیں ہیں)

حجّت کا بیان

جن تصدیقاتِ معلومہ سے تصدیقاتِ مجہولہ کو حاصل کیا جاتا ہے ان کو حجّت کہتے ہیں۔

وجہِ تسمیہ: حجّت کے لغوی معنیٰ غلبہ کے ہیں، چوں کہ اس کے ذریعے انسان اپنے مدِّ مقابل پر غالب آتا ہے، اس لیے اس کو حجّت کہتے ہیں۔

حجّت کی تقسیم

حجّت کی تین قسمیں ہیں (۱) قیاس (۲) استقراء (۳) تمثیل

قیاس کی تعریف

دو یا زائد قضایا کا ایسا مرکّب جس کے مان لینے سے دوسرا قضیہ ماننا پڑے تو ان پہلے دو قضیوں کو مع ہیئتِ مخصوصہ کے قیاس کہتے ہیں اور اُس

Scanned by CamScanner

دوسرے قضیہ کو نتیجہ کہتے ہیں، جیسے ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار جسم ہے تو ان دونوں قضیوں کے مرکّب (قیاس) کو مان لینے سے یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ہر انسان جسم ہے، یہ نتیجہ بن گیا۔

ہر قیاس کا ایک مادّہ ہے اور ایک صورت۔

مادّۂ قیاس: جن قضایا سے قیاس تیار ہو اُن کو مادّۂ قیاس کہتے ہیں۔

صورتِ قیاس: قیاس کے اندر قضایا کی ایک خاص ہیئتِ ترکیب کو صورتِ قیاس کہتے ہیں۔

مثال[1]: جس طرح لکڑی اور کیلیں کرسی کے لیے مادّہ ہیں خاص ہیئت صورت ہے اور ان دونوں کا مجموعہ کرسی ہے۔

قیاس کی تقسیم

قیاس کی دو قسمیں ہیں (۱) قیاس اقترانی (۲) قیاس استثنائی

قیاسِ اقترانی: وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا نقیضِ نتیجہ اپنی پوری ہیئت و ترتیب کے ساتھ موجود نہ ہو بلکہ صرف اجزاء بغیر ترتیب نتیجہ کے مذکور ہوں اور اس میں لفظِ "لیکن" مذکور نہ ہو، جیسے خدا کا ہر منکر کافر ہے اور ہر کافر دوزخی ہے تو نتیجہ نکلا کہ خدا کا ہر منکر دوزخی ہے۔

مقدّمہ: قیاس کے ہر قضیہ کو مقدّمہ کہتے ہیں۔

اصغر: نتیجۂ قیاس کے موضوع کو اصغر کہتے ہیں۔ جیسے مثالِ بالا میں خدا کا ہر منکر۔

اکبر: نتیجۂ قیاس کے محمول کو اکبر کہتے ہیں، جیسے مثالِ بالا میں دوزخی ہے۔

---

[1] مثال بمعنی نظیر

صُغریٰ : قیاس کے جس مقدمہ میں اصغر مذکور ہو اس کو صُغریٰ کہتے ہیں، جیسے مثالِ بالا میں ہر کافر دوزخی ہے۔

کُبریٰ : قیاس کے جس مقدمہ میں اکبر مذکور ہو اس کو کُبریٰ کہتے ہیں جیسے مثالِ بالا میں ہر کافر دوزخی ہے۔

حدِّ اوسط : جو چیز قیاس میں مکرّر ہو اس کو حدِّ اوسط کہتے ہیں، جیسے مثال بالا میں 'کافر'

نتیجہ نکالنے کا طریقہ : صغریٰ اور کبریٰ سے حدِّ اوسط کو حذف کر دیا جائے جو باقی رہے گا وہی نتیجہ ہے، جیسے مثال میں واضح ہے۔

شکل : حدِّ اوسط کو اصغر اور اکبر کے ساتھ ملانے سے جو ہیئت پیدا ہوتی ہے اس کو شکل کہتے ہیں۔

کل شکلیں چار ہیں

(۱) شکل اوّل : اگر حدِّ اوسط صغریٰ میں محمول اور کُبریٰ میں موضوع ہو تو اس کو شکل اوّل کہتے ہیں۔

شرائطِ صحت : کیف کے اعتبار سے ایجابِ صغریٰ اور کم کے اعتبار سے کلیۃ کبریٰ شرط ہے۔

Scanned by CamScanner

قیاس	
مقدمۂ اولیٰ	مقدمۂ ثانی
صغریٰ	کبریٰ

اصغر	حدِّ اوسط	حدِّ اوسط	اکبر
ہر مومن	اللہ کا پیارا ہے	ہر اللہ کا پیارا	جنتی ہے

نتیجہ
ہر مومن جنتی ہے

(۲) شکلِ ثانی : اگر حدِّ اوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں محمول ہو تو اس کو شکلِ ثانی کہتے ہیں۔

شرائطِ صحت : کم کے اعتبار سے کبریٰ کا کلیہ ہونا اور کیف کے اعتبار سے دونوں مقدموں کا مختلف ہونا شرط ہے۔

قیاس	
مقدمۂ اولیٰ	مقدمۂ ثانیہ
صغریٰ	کبریٰ

اصغر	حدِّ اوسط	اکبر	حدِّ اوسط
ہر مومن	جنتی ہے	کوئی کافر	جنتی نہیں ہے

نتیجہ
کوئی مومن کافر نہیں ہے

Scanned by CamScanner

(۳) شکلِ ثالث : اگر حدِّ اوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں موضوع ہو تو اس کو شکلِ ثالث کہتے ہیں۔

شرائطِ صحت : کم کے اعتبار سے دونوں مقدّموں میں سے کسی بھی ایک کا کلیہ ہونا اور کیف کے اعتبار سے صغریٰ کا موجبہ ہونا شرط ہے۔

قیاس	
مقدمۂ اولیٰ	مقدمۂ ثانیہ
صغریٰ	کبریٰ
حدِّ اوسط / اصغر	حدِّ اوسط / اکبر
ہر مومن / اللہ کا پیارا ہے	بعض مومن / پیغمبر ہوتے ہیں
نتیجہ	
بعض اللہ کے پیارے پیغمبر ہوتے ہیں	

(۴) شکلِ رابع : اگر حدِّ اوسط صغریٰ میں موضوع کبریٰ میں محمول ہو تو اس کو شکلِ رابع کہتے ہیں۔

شرائطِ صحت : کم اور کیف کے اعتبار سے دو باتوں میں ایک کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ اگر دونوں مقدّمے موجبہ ہوں تو صغریٰ کا کلیہ ہونا ضروری ہے۔

۲۔ اگر دونوں مقدّمے ایجاب و سلب میں مختلف ہوں تو دونوں میں سے کسی بھی ایک کا کلیہ ہونا ضروری ہے۔

Scanned by CamScanner

قیاس	
مقدمۂ اولیٰ	مقدمۂ ثانیہ
صغریٰ	کبریٰ

حدِ اوسط	اصغر	اکبر	حدِ اوسط
تمام اہل بیت	مومن ہیں	بعض ہندوستانی	اہل بیت ہیں
ہر ہندوستانی	آزاد ہے	کوئی انگریز	ہندوستانی نہیں ہے

نتیجہ
بعض مومن ہندوستانی ہیں
بعض آزاد انگریز نہیں ہیں

قیاسِ استثنائی: وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا نقیضِ نتیجہ اپنی پوری ہیئت اور اجزاء کے ساتھ موجود ہو، اس کا پہلا مقدمہ ہمیشہ شرطیہ ہوتا ہے اور مقدمتین کے درمیان لفظِ "لیکن" آتا ہے۔

قیاسِ استثنائی	
مقدمۂ اولی	مقدمۂ ثانیہ
صغریٰ	کبریٰ
جب سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا	لیکن سورج موجود ہے

نتیجہ
پس دن موجود ہے

Scanned by CamScanner

حجّت کی قسمِ ثانی "استقراء"

وہ قضیہ ہے جس میں بہت سے جزئیات کے احوال کو دیکھ کر تمام پر حکم لگا دیا گیا ہو، جیسے لکھنؤ کے بہت سے لوگوں کو مہذّب دیکھ کر آپ نے کہا کہ لکھنؤ کا ہر آدمی مہذّب ہے، اسی کو استقراء کہتے ہیں۔

امثلۂ استقراء: ہر دیندار امانت دار ہے، ہر بخیل دنیا دار ہے، ہر نیک خصلت وفادار ہے، جس نے اپنا راز فاش کر دیا وہ اپنی مراد سے محروم ہو گیا۔

نوٹ: استقراء کو عوام آپس کی گفتگو میں بہت استعمال کرتے ہیں۔

حجّت کی قسمِ ثالث "تمثیل"

جس بنیاد پر کسی جزئی میں کوئی حکم لگا ہوا ہے وہی بنیاد دوسری جزئی میں پائے جانے کی بنا پر وہی پہلا حکم لگا دینا تمثیل کہلاتا ہے، جیسے کسی طالب علم کو تہجد گزار ہونے کی بنیاد پر مدرسہ سے وظیفہ ملتا تھا، اب معلوم ہوا کہ دوسرا فلاں طالب علم بھی تہجد پڑھتا ہے اس لیے اس کا وظیفہ بھی جاری کر دیا گیا، بس اسی کو تمثیل کہتے ہیں۔

ضابطہ: کسی بھی چیز کے اوصاف کوئی بھی حکم کے لگنے کی علّت (بنیاد) بنا کرتے ہیں۔

مثال: شراب ایک جزئی ہے اور اس کا حرام ہونا آپ کو معلوم ہے تو علّتِ حرمت تلاش کرنے کے لیے پہلے آپ نے شراب کے تمام اوصاف جمع کیے (۱) وہ انگور کا رس ہے (۲) اس میں سیلان ہے (۳) شربتی رنگ ہے (۴) بے ہوشی لاتی ہے وغیرہ۔ پھر یہ غور کیا کہ ان اوصاف میں سے کون سا وصف حرمت کی علت بن سکتا ہے تو غور کر کے ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ انگور کا رس ہونا تو علّتِ حرمت نہیں بن سکتا ورنہ انگوری سرکہ بھی حرام ہونا چاہیے حالاں کہ وہ حلال ہے۔ اسی طرح سیلان بھی علّتِ حرمت نہیں بن سکتا ورنہ پانی بھی حرام ہونا چاہیے۔ اسی طرح شربتی

Scanned by CamScanner

رنگ ہونا بھی علت نہیں بن سکتا ورنہ تو اس رنگ کے تمام شربت حرام ہونے چاہئیں حالاں کہ حلال ہیں، لہٰذا بے ہوشی اور نشہ ہی دراصل حرمت کی علت ہے۔ چنانچہ ہر بھنگ اور ہر وہ چیز جس میں یہ علتِ مسکر پائی جائے گی وہ تمام چیزیں شراب کے ساتھ اسی علتِ مسکر میں شریک ہونے کی وجہ سے حرام سمجھی جائیں گی۔

تمثیل کی بنیاد تین چیزوں پر ہے۔

(۱) اصل (مقیس علیہ) (۲) فرع (۳) علت

اصل (مقیس علیہ) : وہ جزئی ہے جس کا حکم کسی علت کی بنا پر دوسری جزئی میں لگایا گیا ہو۔

فرع : وہ جزئی ہے جس پر اصل کے ساتھ علت میں شرکت کی بنا پر اصل کا حکم لگایا گیا ہو۔

علت وجامع : وہ مشترک چیز جس کی بنیاد پر اصل کا حکم فرع پر لگایا گیا ہو۔

مثالِ مذکور میں شراب اصل ہے بھنگ و افیون فرع ہیں اور نشہ علت ہے۔

نوٹ : حجت کی اس قسم (تمثیل) کو اہل شرع قیاس کہتے ہیں۔

مقیس علیہ یا اصل	حکم	علت	مقیس یا فرع
شراب	حرام ہونا	نشہ	بھنگ و افیون

دلیل لمّی و دلیل انّی

دلیل لمّی : کسی علت کے وجود سے معلول کے وجود کو سمجھنا دلیل لمّی کہلاتا ہے۔ جیسے وجودِ نار سے وجودِ حرارت کو اور وجودِ برف سے وجودِ برودت کو سمجھنا۔

دلیل انّی : علامات کے ذریعے کسی چیز کے وجود کو سمجھنا دلیل انّی کہلاتا ہے۔ جیسے کسی کے رونے سے اس کے غمزدہ ہونے کو اور دھوئیں سے آگ کو سمجھنا۔

علامت : وہ چیز[1] جس سے کوئی دوسری چیز پہچانی جائے۔

---

[1] وہ موقوف نہ ہو ورنہ تو وہ علت بن جائے گی۔

تعلیل و استدلال میں فرق

اصطلاحِ منطقیین میں دلیل لِمّی سے کسی مطلوب کے ثابت کرنے کو تعلیل کہتے ہیں اور دلیل اِنّی سے کسی مطلوب کے ثابت کرنے کو استدلال کہتے ہیں۔

مراتبِ علم

کسی بھی چیز کے علم ہونے کا مطلب اس چیز کا ذہن میں حاصل ہونا ہے۔

۱۔ مفرد کا علم ہو (کوئی مفرد ذہن میں حاصل ہو) جیسے ہوائی جہاز، ریل گاڑی موٹر وغیرہ۔

۲۔ نسبتِ ناقصہ کا علم ہو (نسبتِ ناقصہ ذہن میں حاصل ہو) جیسے مرکبِ اضافی، مثلاً زید کا غلام، یا مرکبِ توصیفی، جیسے خوب صورت کتاب وغیرہ۔

۳۔ نسبتِ انشائی کا علم ہو (نسبت انشائی ذہن میں حاصل ہو) جیسے مدرسہ جاؤ، کاہل نہ بنو، کاش وہ کامیاب ہو جاتا وغیرہ۔

۴۔ نسبتِ خبری کا علم ہو (نسبت خبری ذہن میں حاصل ہو) مگر اس نسبت کے متعلق ذہن میں ایسا تردد ہو کہ اس نسبت کے ہونے اور نہ ہونے کے دونوں پہلو برابر ہوں، جیسے زید کامیاب ہے، یہ نسبت ذہن میں آئی مگر کامیاب ہونے اور نہ ہونے کے دونوں پہلو برابر ہیں، اسی کو شک کہتے ہیں۔ علم کے ان چاروں مراتب کو تصور کہتے ہیں اور ایک پانچواں مرتبہ وہم ہے جو آئندہ آرہا ہے۔

۵۔ نسبتِ خبری کا اس طور پر علم ہو (نسبت خبری اس طور پر ذہن میں حاصل ہو) کہ اس کا ایک پہلو راجح اور دوسرا مرجوح ہو، تو جانب راجح کو ظن کہتے ہیں جو تصدیق کی ایک قسم ہے اور جانب مرجوح کو وہم کہتے ہیں جو تصور کی قسم ہے مثلاً زید کامیاب ہے، اس میں اگر کامیابی کی جانب راجح ہے تو اس کو ظن اور ناکامی کی جانب کو وہم کہیں گے۔

Scanned by CamScanner

اگر نسبتِ خبری کا اس طور پر علم ہوا کہ جانبِ مخالف کے متعلق کوئی مرجح احتمال بھی باقی نہ رہا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

۶۔ (۱) اگر وہ علم کسی کے دلائل پیش کرنے یا شک میں ڈالنے کی وجہ سے ختم ہو سکتا ہے تو اس کو تقلید کہتے ہیں جیسے وہ علم و اعتقاد جو اپنے بزرگوں اور پیشواؤں کے ساتھ ہوتا ہے۔

(۲) اگر وہ علم اتنا پختہ ہے جو کسی کے دلائل پیش کرنے اور شک میں ڈالنے کی وجہ سے ختم نہیں ہو سکتا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

۷۔ (۱) اگر وہ علم واقعہ کے مطابق ہے تو اس کو یقین کہتے ہیں، جیسے مسلمانوں کو اللہ کی وحدانیت کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا یقین۔

۸۔ (۲) اگر وہ علم واقعہ کے خلاف ہے تو اس کو جہلِ مرکب کہتے ہیں، جیسے ادیانِ باطلہ کے ماننے والوں کے غلط عقائد۔

ترتیبِ تصدیقات و تصوّرات

پختگی کے اعتبار سے تصدیق کی اقسامِ اربعہ میں سے سب سے اوّل نمبر یقین پھر جہلِ مرکب پھر تقلید پھر ظن۔ تصوّرات کی اقسامِ خمسہ میں سے صرف پہلی قسم مفرد سے متعلق ہے اور بقیہ تصوّرات مرکب ناقص، مرکب انشائی، مرکب خبری شکی، مرکب خبری وہمی، چاروں قسمیں نسبت سے متعلق ہیں۔

قیاس کی تقسیم باعتبارِ مادّہ

مادّہ کے اعتبار سے قیاس کی پانچ قسمیں ہیں، ان کو صناعاتِ خمس کہتے ہیں۔

(۱) قیاسِ برہانی (۲) قیاسِ جدلی (۳) قیاسِ خطابی (۴) قیاسِ شعری (۵) قیاسِ سفسطی۔

(۱) برہان: وہ قیاس ہے جو مقدماتِ یقینیہ سے مرکب ہو، خواہ وہ مقدمات

بدیہی ہوں یا نظری، جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور ہر اللہ کا رسول واجب الاطاعت ہے تو نتیجہ نکلا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجب الاطاعت ہیں۔

جن قضایا اور مقدماتِ یقینیہ سے قیاسِ برہان مرکّب ہوتا ہے وہ ۶ اقسام ہیں۔

(۱) اوّلیّات (۲) مشاہدات (۳) متواترات (۴) تجربیّات (۵) حدسیّات (۶) فطریّات۔

(۱) **اوّلیّات**: وہ قضایا ہیں جن کے مضمون پر یقین کرنے کے لیے تصوّرِ طرفین کے سوا کسی دلیل کی حاجت نہ ہو، جیسے کل جزء سے بڑا ہوتا ہے۔

(۲) **مشاہدات**: وہ قضایا ہیں جن کے مضمون پر یقین حواسِ ظاہرہ یا حواسِ باطنہ کے ذریعے حاصل ہو، اوّل کی مثال، جیسے آفتاب روشن ہے ان کو حسّیات کہتے ہیں۔ دوم کی مثال، جیسے بھوک پیاس لگ رہی ہے، ان کو وجدانیات کہتے ہیں۔

حواسِ ظاہرہ پانچ ہیں۔ (۱) قوّتِ باصرہ (دیکھنے کی طاقت)۔ (۲) قوّتِ سامعہ (سننے کی طاقت) (۳) قوّتِ ذائقہ (چکھنے کی طاقت)۔ (۴) قوّتِ شامّہ (سونگھنے کی طاقت)۔ (۵) قوّتِ لامسہ (چھونے کی طاقت)۔

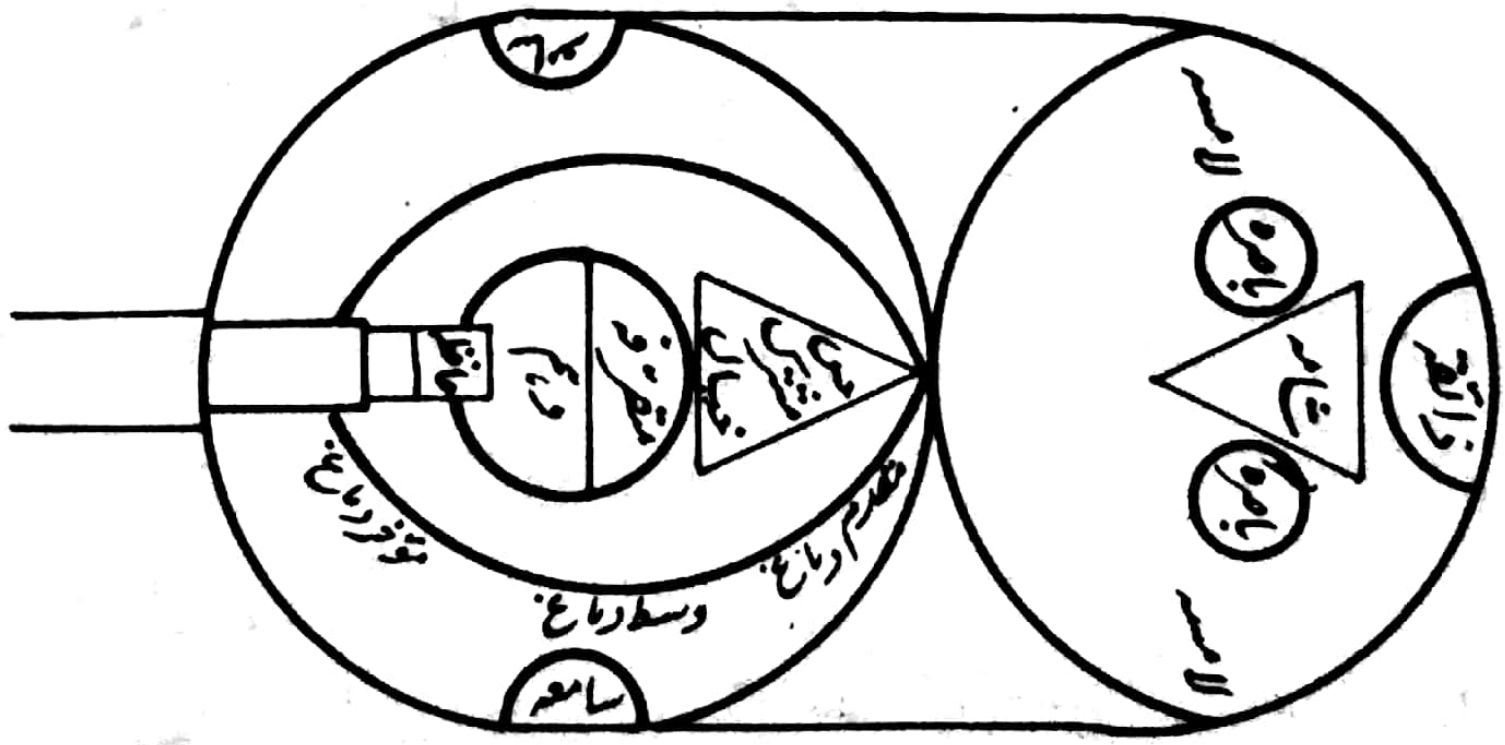

حواسِّ باطنہ پانچ ہیں

۱۔ حسِّ مشترک : وہ قوّت ہے جو ظاہری چیزوں کی صورت کو حاصل کرتی ہیں، جیسے جامع مسجد دہلی کی صورت

۲۔ خیال : وہ قوّت ہے جس میں حسِّ مشترک کے ذریعے حاصل ہوئی صورتیں جمع رہتی ہیں۔

۳۔ وہم : وہ قوّت ہے جو ظاہری چیزوں کے علاوہ چھپی باتوں کو حاصل کرتی ہے، جیسے عداوت۔

۴۔ حافظہ : وہ قوّت ہے جس میں وہم کے ذریعے حاصل شدہ چیزیں جمع رہتی ہیں۔

۵۔ متصرِّفہ : وہ قوّت ہے جو حاصل شدہ چیزوں میں جوڑ توڑ لگاتی رہتی ہے۔

(۳) متواترات : وہ قضایا ہیں جن کے مضمون پر یقین اتنی بڑی جماعت کے خبر دینے سے حاصل ہو جن کو جھٹلانا عادتاً محال ہو، جیسے مکّہ اور مدینہ موجود ہے یا جیسے محمد صلّی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لا چکے۔

(۴) حدسیّات : اس کی تعریف سمجھنے سے پہلے فکر و حدس کے درمیان فرق سمجھنا ضروری ہے۔

فرق درمیان فکر و حدس : کسی بھی بات کا یقین جس دلیل سے حاصل ہوا ہو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ کبھی تو وہ دلیل نہایت غور اور ترتیبِ مقدمات

---

[1] اس کی نظیر یہ ہے کہ آپ ایک واقعہ غبی کوڑ مغز اور ذکی کے سامنے پیش کریں تو غبی آدمی اس کے مبادی اور نتائج کی سوچ میں پڑ جاتا ہے اور بڑی مشکل سے نتائج تک پہنچ پاتا ہے اور ذکی کا ذہن واقعہ سنتے ہی چٹ پٹ از اول تا آخر پوری حقیقت کی طرف منتقل

(باقی آئندہ صفحہ پر)

کے بعد حاصل ہوتی ہے، اسی سوچ کا نام نظر و فکر ہے۔ دوم یہ کہ کبھی چٹ پٹ دلیل کے ذہن میں آنے سے اس بات کا یقین ہو جاتا ہے اسی کا نام حدس ہے۔

تو حدسیات کی تعریف یہ ہوگئی: وہ ایسے قضایا ہیں جن کے مضمون پر یقین چٹ پٹ دلائل کے ذریعے ہوا ہو، نظر و فکر کی احتیاج نہ ہوئی ہو، جیسے کسی ماہر نحو سے پوچھا گیا کہ ضُرِبَ زَیْدٌ میں زید پر کیا حرکت ہے تو اُس نے فوراً جواب دیا کہ زید پر رفع ہے۔ یہاں رفع کا یقین ایک چٹ پٹ دلیل سے ہوا وہ یہ کہ زید نائبِ فاعل ہے اور ہر نائبِ فاعل مرفوع ہوتا ہے لہٰذا زید مرفوع ہے۔

(۵) تجربیات: وہ قضایا ہیں جن کے مضمون پر یقین بار بار تجربہ کی بنا پر حاصل ہوا ہو، جیسے تجربہ کار لوگوں کے وہ اقوال جو تجربات کے بعد کہے گئے ہیں۔ یا جیسے بنفشہ اور اسطوخودوس نزلہ کا رافع ہے۔

(۶) فطریات: وہ قضایا ہیں جن کے مضامین پر یقین ایسے دلائل سے حاصل ہو جو تصورِ طرفین کے وقت ہی عام طور پر ذہن میں حاضر رہتے ہیں، جیسے چار جفت ہے اس قضیہ کے ذہن میں آنے کے ساتھ ساتھ دلیل بھی ذہن میں حاضر رہتی ہے وہ یہ کہ چار دو برابر حصوں پر منقسم ہو جاتا ہے اور جو عدد دو برابر حصوں پر منقسم ہو وہ جفت ہے لہٰذا چار جفت ہے۔

قیاس کی قسم ثانی قیاسِ جدلی: وہ قیاس ہے جو مشہور باتوں (سچی ہوں یا جھوٹی) یا کسی بھی مخصوص فرقہ کی مانی ہوئی باتوں سے مرکب ہو، جیسے ہندوؤں نے یہ مان رکھا ہے کہ جاندار کو ذبح کرنا بُرا ہے اور ہر برا کام واجب الترک ہے لہٰذا جاندار کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: ہو جاتا ہے اور تمام مبادی اور نتائج سامنے آجاتے ہیں اسی کا نام حدس ہے، معلوم ہوا کہ ایک چیز ایک شخص کے نزدیک نظری اور دوسرے کے نزدیک حدسی ہو سکتی ہے، بلکہ ایک ہی شخص کے لیے ایک وقت نظری اور دوسرے وقت حدسی ہو سکتی ہے۔

Scanned by CamScanner

ذبح کرنا واجب الترک ہے۔

(۳) قیاسِ خطابی: وہ قیاس ہے جو سچے یا جھوٹے مقبولات یا مظنونات سے مرکب ہو۔

مقبولات: بلند مرتبہ حضرات کے وہ اقوال ہیں جن کو لوگ حسن ظن کی بنا پر تسلیم کرتے ہیں، جیسے اَلْحِرْصُ مِفْتَاحُ الذُّلِّ (لالچ ذلت کی کنجی ہے) اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ (صبر خوش حالی کی کنجی ہے) عَزَّ مَنْ قَنَعَ ذَلَّ مَنْ طَمَعَ (قناعت کرنے والے کو عزت ملی لالچ کرنے والا ذلیل ہوا)

مظنونات: وہ قضایا ہیں جن سے ذہن میں غالب گمان پیدا ہو جائے، جیسے زید رات کو پوشیدہ طور پر گلیوں میں پھرتا ہے اور جو پوشیدہ طور پر گلیوں میں پھرتا ہے وہ چور ہوتا ہے لہٰذا زید چور ہے، اس سے غالب گمان ہوا یقین نہیں۔

(۴) قیاسِ شعری: وہ قیاس ہے جو محض خیالی قضایا سے مرکب ہو، چاہے واقعۃً صادق ہوں یا کاذب، جیسے میرا محبوب چاند ہے اور ہر چاند عالم کو روشن کرتا ہے لہٰذا میرا محبوب عالم کو روشن کرتا ہے۔

(۵) قیاسِ سفسطی: وہ قیاس ہے جو صوری یا مادّی غلطی کی وجہ سے غلط نتیجہ کو مستلزم ہو۔

مادی غلطی اکثر دو صورتوں سے ہوتی ہے۔ (۱) قیاس وہمیات سے مرکب ہو۔ (۲) قیاس مشتبہات سے مرکب ہو۔

وہمیات: وہ قضایا ہیں جن کو عقلِ سلیم[1] کے خلاف وہم نے گڑھ لیا ہو۔ انسان کے قلب پر بنسبت عقل کے وہم کا اثر زیادہ ہوتا ہے، مثلاً وہم کا فیصلہ ہے کہ میّت سے ڈرنا چاہیے، چنانچہ بہت سے اسی میں مبتلا ہیں۔ حالاں کہ خود ان کی عقل جانتی ہے کہ میّت بے جان ہے اور وہ ڈرنے کی چیز نہیں ہے۔

مشتبہات: وہ قضایا ہیں جن میں محض صورۃً مشابہت کی بنا پر حکم لگایا گیا ہو،

---

[1] عقلِ سلیم بمعنی صحیح سمجھ

جیسے گھوڑے کی تصویر کو یہ کہنا کہ یہ گھوڑا ہے اور ہر گھوڑا ہنہناتا ہے لہٰذا یہ بھی ہنہناتا ہے۔

صوری غلطی: یہ اکثر دو وجہ سے ہوتی ہے (۱) حدِ اوسط کے مکرر نہ ہونے سے (۲) شرائطِ اشکال کے نہ پائے جانے سے۔ شرائط کو آپ اشکالِ اربعہ کے بیان میں پڑھ چکے ہیں۔

جو غلطی حدِ اوسط کے مکرر نہ ہونے سے ہوتی ہے وہ کبھی تو ظاہر ہوتی ہے اور کبھی خفی جس کا جاننا مشکل ہوتا ہے اور اس کی اکثر وجہ یہ ہوتی ہے کہ حدِ اوسط کے متکثر المعنی ہونے کی وجہ سے ایک جگہ ایک معنی مراد لیے جاتے ہیں اور دوسری جگہ دوسرے معنیٰ، مثلاً آپ یہ کہیں کہ غَلَطٌ غَلَطٌ ہے اور غَلَطٌ صحیح ہے تو نتیجہ نکلا کہ غَلَطٌ صحیح ہے۔

اس قیاس میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ صغریٰ میں حدِ اوسط غَلَطٌ سے معنی مراد ہیں یعنی غیر صحیح اور کبریٰ میں غَلَطٌ سے لفظ غَلَطٌ مراد ہے نہ کہ معنیٰ اس لیے حدِ اوسط مکرر نہ ہوا۔ یا مثلاً آپ عینک کے متعلق کہیں کہ یہ چشمہ ہے اور چشمہ سے کھیتی سیراب ہوتی ہے تو نتیجہ نکلا کہ اس سے کھیتی سیراب ہوتی ہے۔

اہلِ علم احباب سے عاجزانہ درخواست
ہے کہ اگر کوئی خامی نظر آئے تو براہِ کرم ناشر کے
پتہ پر اپنے مخلصانہ مشورہ سے ممنون فرمائیں۔

عبدُ الرحیم قاسمی عفی عنہ
۱۰ر شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ
۶ر جولائی ۱۹۷۹ء

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

Scanned by CamScanner